

بسم اللہ الرحمن الرحیم



آبروئے ما ز نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم است

قرآن وحدیث اور معتبر کتب کی روشنی میں علوم دینیہ سیکھنے اور سکھانے
کے فضائل وبرکات پر مشتمل عام فہم کتاب

فضائل علم وعلماء

بفیضان نظر
پاسبان مسلک رضا نائب محدث اعظم پاکستان
نباض قوم مولانا الحاج پیر مفتی ابو داؤد **محمد صادق** صاحب قادری رضوی مدظلہ العالی

مصنف۔ شاعر اہل سنت ابوالحسن **پیر محمد جاوید القادری**
ناظم اعلیٰ جامعہ خیر الوریٰ (رجسٹرڈ)

انجمن خیر الوریٰ
فیض عالم ٹاؤن نزد ایجوکیشن بورڈ گوجرانوالہ
03007459901

۷۸۶

آبروئے ما ز نام مصطفٰے است

قرآن و حدیث اور معتبر کتب کی روشنی میں علوم دینیہ سیکھنے اور سکھانے
کے فضائل و برکات پر مشتمل عام فہم کتاب

فضائل علم و علماء

مصنف۔ شاعر اہل سنت

ابوالحسن پیر محمد جاوید القادری

ناظم اعلیٰ جامعہ خیر الوریٰ (رجسٹرڈ)

ناشر:

انجمن خیر الوریٰ فیض عالم ٹاؤن نزد ایجوکیشن بورڈ گوجرانوالہ

03007459901

نام کتاب .... فضائل علم وعلماء

مصنف .... پیر محمد جاوید القادری

نظر ثانی .... مولانا غلام مصطفیٰ قادری آف ونیہ

کمپوزنگ .... محمد نوید رضوی

ہدیہ .... روپے

تعداد .... ایک ہزار

سن اشاعت .... رجب المرجب ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء

تعاون .... حافظ وسیم افضل قادری

محمد اظہر اقبال قادری

ملنے کے پتے:

مرکزی جامعہ خیر الوریٰ فیض عالم ٹاؤن نزد ایجوکیشن بورڈ گوجرانوالہ

جامع مسجد قمر الاسلام علی اصغر کالونی لوہیانوالہ

مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دار السلام گوجرانوالہ

مکتبہ قادریہ نزد میلاد مصطفیٰ چوک سرکلر روڈ گوجرانوالہ

غوثیہ کتب خانہ اُردو بازار گوجرانوالہ

فہرست

==========

انتساب

میں اپنی اس تصنیف کو انبیاء، صدیقین، شہداء
صالحین بالخصوص اُمت مصطفٰی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے
بزرگ علماء کرام و مشائخ عظام کی طرف منسوب کرتا ہوں۔
جن کے وسیلے سے مجھے یہ خدمت دین
کرنے کا موقع نصیب ہوا۔

ع..... گر قبول افتد زہے عز و شرف

منجانب:
بندہ حقیر پُر تقصیر
محمد جاوید القادری حفظہ اللہ تعالیٰ

تقریظ

از: حضرت علامہ مولانا **غلام مصطفیٰ** قادری صاحب (آف ونیہ والا شریف)

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی حبیبہ الکریم

اما بعد:

علم اور صاحبان علم کے فضائل ومناقب پر مشتمل یہ کتاب جو نام سے ہی ظاہر ہے جسے مرتب کیا ہے شاعر اہلسنّت حضرت مولانا پیر جاوید القادری صاحب نے دراصل علم اللہ تعالیٰ کی اک لازوال نعمت ہے اور جسے اللہ تعالیٰ یہ نعمت عطا فرماتا ہے وہ بھی لازوال اور حیات جاودانی کا مالک بن جاتا ہے کیونکہ علم ہی وہ چیز ہے جس سے انسان کمال پاتا ہے اور اسی کی بدولت مسخر کائنات کہلاتا ہے۔

اور یہی علم خواندہ اور ناخواندہ کے مابین حد فاصل ہے جسے یہ حاصل ہو جائے وہ دوسرے درجہ بلند وبالا ہوتا ہے۔اسی کے فضائل ومناقب قرآن وحدیث میں بیان ہوئے ہیں' جن میں بعض کو قادری صاحب نے کتابی شکل میں مرتب فرمایا اوران کی اہمیت کو اُجاگر فرمایا ہے کہ اس پرفتن اور افراتفری کے دور میں جہاں صاحبان علم وفن کا مذاق اُڑایا جارہا ہے آپ نے قلم وقرطاس کے ذریعے اپنے اسلوب میں ان کی مدح فرمائی۔ یہ آپ کی چوتھی کتاب ہے اس سے قبل اسلامی سال کا تعارف' نعت خیرالوریٰ' تعریف خیرالوریٰ تالیف فرما چکے ہیں۔ آخری دو نظم میں کی صورت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی فرمائی ہے۔

آپ نظم ونثر سے مذہب حق اہلسنّت کی خدمت فرمارہے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اہلسنّت کے تحریری محاذ کو اور زیادہ مضبوط ومستحکم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اوران کی تالیفات کو قبولیت عامہ عطا فرمائے اور خاص وعام کو ان سے استفادہ کرنے کی ہمت عطا فرمائے' آمین سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

غلام مصطفیٰ بشیر غفرلہٗ گوجرانوالہ

عرض مصنف

اللہ رب العالمین کی ذات بابرکات کا بے حد و بے حساب بے شمار اور لاتعداد بار شکر ہے جس نے ہمیں اشرف المخلوقات میں پیدا فرمانے کے علاوہ اپنے پیارے حبیب پاک صاحب لولاک جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت میں شامل فرمایا اور لامحدود درود و سلام ہو نبی کریم صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جن کے صدقے اللہ رب العالمین نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا ہے۔ عرض یہ ہے کہ مجھے اپنے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعت خوانی کرنے کا بچپن ہی سے بڑا شوق تھا اور ہے اور انشاء اللہ رہے گا اور نعت خوانی کرنے اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے اب تک مجھے اللہ رب العالمین نے دو بار حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت عطا فرمائی ہے اور نعت خوانی کرتے کرتے مجھے اس سلسلہ میں شاعری سے تعلق بھی ہو گیا اور اب تک میں نے اللہ رسول کی عطاء سے پیر استاد کی نگاہ سے اور والدین کی دعا سے تقریباً ایک سو نعتوں پر مشتمل کلام لکھا ہے جو کہ دو حصوں میں چھپ گیا ہے۔ ایک کتاب کا نام ہے نعت خیر الوریٰ اور دوسری کتاب کا نام ہے تعریف خیر الوریٰ جو کہ منظر عام پہ آ چکی ہیں۔ میں علماء مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کا ادنیٰ سا خادم اور غلام ہوں مگر میرے پیر و مرشد پیر طریقت شیخ العلماء پاسبان مسلک رضا نباض قوم حضرت مولانا الحاج مفتی پیر ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری' میرے اساتذہ کرام میں سے شیخ الفقہ مولانا مفتی محمد عبداللطیف قادری صاحب فاضل جلیل مولانا مفتی محمد حاکم علی قادری صاحب' مترجم نور الایمان مولانا مفتی محمد رضاء المصطفےٰ ظریف القادری صاحب' خطیب بے باک مولانا حافظ محمد اسحاق قادری صاحب اور بالخصوص سرمایہ اہلسنّت حضرت مولانا علامہ حافظ وقاری محمد سلیم قادری صاحب ان جیسے پاک لوگوں کی شفقتیں اور دعائیں میرے شامل حال ہیں اور انشاء اللہ رہیں گی اور ان جیسے پاک لوگوں کے فیض اور دعاؤں سے اپنی تیسری کتاب ''اسلامی سال کا تعارف'' لکھنے کے بعد یہ چوتھی کتاب ''فضیلت علم وعلماء'' جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے کا آغاز کر رہا ہوں۔ اللہ رب العالمین قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے اور عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں جینا اور مرنا اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین بجق سید المرسلین۔

از بندہ حقیر الفقیر محمد جاوید القادری مہتمم جامعہ خیر الوریٰ

سبب تصنیف

دور حاضر میں علوم عصریہ پر مہارت وعبور رکھنے والے بعض نہیں اکثر لوگ دین محمدی سے دوری کی وجہ سے دین کی خدمات سرانجام دینے والے دین اسلام کا درد رکھنے والے علماء اور طلباء پر کئی قسم کی نکتہ چینیاں کرتے رہتے ہیں اور ان کو کھوٹے اور کھرے میں فرق کرنے کی توفیق بھی نہیں ہوتی۔ علماء اور طلباء کو بڑی حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں کچھ وہ لوگ ہیں جو نہ دین کا نہ دنیا کا علم پڑھے ہیں وہ اپنی جہالت کی وجہ سے دین کے خادموں کی توہین کرتے ہیں اور کچھ وہ لوگ ہیں جو دنیا کا بہت زیادہ علم پڑھ کر اپنے دلوں میں غرور وتکبر پیدا کرنے کے سبب علماء دین کی باتوں پر اپنی باتوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ علم ہونے کے باوجود ان لوگوں کو یہ فکر ہے ہی نہیں کہ جب ہمارا بچہ یا بچی پیدا ہوتی ہے تو کان میں اذان پڑھنے کے لئے عالم دین کی ضرورت پڑتی ہے جب وہ بچہ ہوش سنبھالتا ہے تو دینی علوم سیکھنے کے لئے دینی استاد کی ضروت پڑتی ہے جب جوان ہوتا ہے بیعت کرنے کے لئے کسی باشرع پیر کی ضرورت پڑتی ہے جب اس کی شادی کا موقع آتا ہے تو نکاح پڑھانے کے لئے مولوی صاحب کی ضرورت پڑتی ہے جب کوئی مرتا ہے تو نماز جنازہ پڑھانے کے لئے امام صاحب کی ضرورت پڑتی ہے جب ختم شریف قل کا یا دسویں کا یا چہلم کا ہو تو پھر اپنے بزرگوں کی دعائے خیر کیلئے ضرورت پڑتی ہے۔ عرض کرنے کا مقصد یہ کہ بچہ پیدا ہونے سے بھی پہلے سے لے کر مرنے کے بعد کئی سالوں تک دین کے علماء کی ضرورت پڑتی رہتی ہے پوری زندگی میں دین کی یہ ساری ضروریات مدنظر رکھنے کے باوجود نہ جانے ہمارے مسلمان بھائی کیوں اپنے دلوں سے اپنے دین کے علماء اور طلباء کی قدر اور عزت کو نکال رہے ہیں اس مقام پر کسی صاحب درد نے کیا خوب کہا

حقیر جان کر جن کو بجھا دیا تو نے ...... یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

اب میں اس ماہ شعبان 1427ھ کی 8 اور 9 کی درمیانی شب' 3 ستمبر 2006 بروز اتوار قرآن وحدیث اور معتبر کتب کی روشنی میں علماء وطلباء کی عزت ومقام کا تحفظ کرنے کے لئے ایک کتاب فضیلت علم وعلماء کا آغاز کر رہا ہوں اللہ کریم اپنے انبیاء صدیقین' شہداء' صالحین اور تمام پیاروں کے وسیلے سے میری اس کوشش کو کامیاب فرمائے اور اس کتاب کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ آمین بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

منجانب۔ الفقیر محمد جاوید القادری مہتمم جامعہ خیر الوریٰ

فضائل علم وعلماء کرام

اللہ تعالی ارشادفرماتا ہے:ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین و کان اللہ بکل شئی علیما(پارہ22 سورۃ احزاب آیت نمبر40)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں' ہاں اللہ کے رسول ہیں اورسب نبیوں میں پچھلے ہیں اوراللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اللہ تعالی نے اپنے دین کی ترویج واشاعت کے لئے حضرت آدم علیہ السلام سے انبیاء اکرام مرسلین عظام کی آمد کا سلسلہ شروع فرمایا۔کسی مقام پرحضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے' کسی ملک میں حضرت نوح علیہ السلام کی آمد ہوئی' کسی علاقے میں حضرت شیث علیہ السلام آئے۔دنیا کے کسی خطے میں حضرت ادریس علیہ السلام جلوہ گرہوئے' کسی جگہ پرحضرت ہودعلیہ السلام مبعوث ہوئے۔دنیا کے کسی حصے میں حضرت صالح علیہ السلام کا آنا ہوا کسی کونے میں حضرت ذوالقرنین کی تشریف آوری ہوئی۔حضرت یونس علیہ السلام' حضرت ایوب علیہ السلام' حضرت داؤدعلیہ السلام' حضرت سلیمان علیہ السلام' حضرت لقمان علیہ السلام' حضرت زکریا علیہ السلام' حضرت یحیٰ علیہ السلام' حضرت یعقوب علیہ السلام' حضرت یوسف علیہ السلام' حضرت لوط علیہ السلام' حضرت ذوالقفل علیہ السلام' حضرت الیاس علیہ السلام' حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت اسماعیل علیہ السلام' حضرت خضرعلیہ السلام' حضرت شعیب علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام' حضرت ہارون علیہ السلام' حضرت عیسیٰ علیہ السلام الغرض ایک لاکھ کئی ہزار انبیاء ومرسلین دنیا میں اپنے اپنے وقت میں اوراپنی اپنی جگہوں پرتشریف لائے۔دنیا میں کسی جگہ پراگرتبلیغ کی ضرورت پیش آئی تو اسی وقت اسی جگہ پراللہ تعالی نے کسی نبی یاکسی رسول کوارسال فرمادیا۔آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تقریباً پانچ چھ سوسال بعد جب دنیا میں کفروشرک ظلم وستم کی تاریکی کی وجہ سے دین اسلام کی تبلیغ کی ضررت پڑی تو اللہ تعالی نے ساری کائنات کے لئے آخری رسول حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کومبعوث فرمایا اورآپ کے سرپرختم نبوت کا تاج سجایا اورفرمایا آپ آخری نبی ہیں آپ کے بعدکوئی نبی یارسول دنیا میں نہیں آئے گا اورآخر میں آنے والے آقاومولیٰ حضورخاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خودارشادفرمایا۔انا خاتم

النبیین لا نبی بعدی ۔یعنی میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔اب تبلیغ دین کا سلسلہ قیامت تک جاری رکھنے کے لئے اللہ تعالی نے اہل علم کی جماعتوں کو دنیا میں بھیجنا شروع فرمادیا جو دنیا میں آ کر وہ فریضہ سرانجام دیں گے جو فریضہ اللہ تعالی کے نبیوں رسولوں نے سرانجام دیا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا علماء امتی کالانبیاء بنی اسرائیل۔یعنی میرے امت کے علماء حق بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا العلماء ورثۃ الانبیاء۔یعنی علماء حق اللہ کے نبیوں کے وارث ہیں۔ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے جو ذمہ داریاں پچھلے نبیوں کو دیں تھیں وہ ذمہ داریاں امت مصطفے کے علماء حق کو سونپی ہیں اور یہ ذمہ داری پوری کرنے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں' سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں' بہت سے صحابہ کرام ہیں' سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ' سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں اور کفر واسلام کی جنگوں میں اپنی جانیں قربان کرنے والے شہداء ہیں اور جہاد بالنفس کرنے والے اولیاء وفقراء ہیں۔امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ ہیں' اور دوسرے آئمہ اکرام ہیں۔اب تبلیغ دین کرنے کیلئے تاجدار سلسلہ قادریہ محدث اعظم شیخ غوث عبدالقادر جیلانی آتے ہیں۔سلسلہ چشتیہ کے تاجدار خواجہ معین الدین چشتی اجمیری آتے ہیں تاجدار سلسلہ نقشبندیہ خواجہ بہاؤالدین نقشبند آتے ہیں' تاجدار سلسلہ سہروردیہ شیخ شہاب الدین سہروردی آتے ہیں۔اب پوری دنیا میں اللہ تعالی کے نبیوں رسولوں پیغمبروں کے بعد تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے لئے تمام سلاسل طریقت کے بزرگان دین اولیائے کاملین مشائخ عظام علمائے کرام' مسلک حقہ اہل سنت وجماعت کے مبلغین آتے ہیں اور قیامت تک آتے رہیں گے' انشاءاللہ۔

علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں:

آیت۲: اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلموٓا ان اللّٰہ عزیز غفور (پارہ نمبر 22 سورۃ فاطر آیت نمبر 28) صرف اللہ سے ڈرنے والے اس

کے بندے علم والے ہیں، بے شک اللہ عزت والا بخشنے والا ہے۔

قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی عظمت وشان کا رفعت ومقام کا خطبہ پڑھا ہے جو صحیح معنوں میں علماء دین ہیں اور وہ علم ہونے کی وجہ سے دن رات صبح وشام خلوت وجلوت خوشی وغمی ہر قت ہر جگہ پر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک چھوٹا سا بچہ ہے اس کے پاس اگر سانپ آئے تو وہ بچہ ڈر کر بھاگتا نہیں اگر کسی بڑے آدمی کے پاس سانپ آجائے تو وہ ڈر کر بھاگ جاتا ہے بچہ کیوں نہیں بھاگا اور بڑا آدمی کیوں بھاگا ہے اس لئے کہ بچے کو علم نہیں کہ سانپ کیا ہے اور بڑے آدمی کو چونکہ علم ہے کہ سانپ موذی جانور ہے اس لئے سانپ کا علم رکھنے والا ہی سانپ سے ڈرتا ہے۔ دوسرا نہیں ڈرتا اس طرح جو آدمی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کے وعدہ وعید اور اس کی قہاری وجباری اور اس کی طاقت اور عذاب کا زیادہ سے زیادہ علم رکھتا ہے وہ ہی اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے سینے میں زیادہ سے زیادہ رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہوا ور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا ہوں۔

علماء حق کے لئے خوف خدا اسی طرح لازم ہے جس طرح آگ کے لئے جلانا اور پانی کے لئے پیاس بجھانا لازم ہے تو جس طرح یقین کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ جو چیز جلاتی نہیں وہ آگ نہیں کہلوا سکتی اور جو چیز پیاس نہیں بجھا سکتی وہ پانی نہیں کہلوا سکتی اسی طرح جو آدمی علم دین پڑھ کر خوف الٰہی کی دولت کو اپنے سینے میں نہیں رکھتا وہ ہرگز ہرگز صحیح معنوں میں عالم ربانی کہلوانے کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ عالم دین اللہ ورسول کی نظروں میں اسی کو کہا جائے گا جو علم دین حاصل کر کے اس پر عمل بھی کرے اور اپنے دل میں خشیت الٰہی پیدا کرے جس کی علامت ظاہری طور پر عاجزی اور سادگی ہے۔

پہلی اسلامی درسگاہ:

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ **ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبرکا وھدی للعالمین (پارہ نمبر 4 سورہ آل عمران ، آیت 96)**

بے شک سب سے پہلا اللہ کا گھر جو لوگوں (کی عبادت کے لئے) بنایا گیا ہے وہ مکہ

میں ہے اور برکت والا ہے اور جہانوں کے لئے ہدایت ہے۔

شہر مکہ مکرمہ پوری دنیا کا وسط اور مرکز ہے اس لئے اس شہر میں ساری محبتوں کے مرکز اور محور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تھی اور جناب آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کی گود میں تشریف لانے والے معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کا آغاز ہونے کے بعد اس بیت اللہ شریف میں وحی کے طور پر نازل ہونے والے کلام اللہ کا درس دینا شروع فرما دیا۔ یہ سب سے پہلا مدرسہ' سب سے پہلا اسلامی کالج' سب سے پہلی اسلامی یونیورسٹی' سب سے پہلی اسلامی درسگاہ مسجد حرام خانہ کعبہ ہے جس کو سب سے پہلے فرشتوں نے پھر حضرت آدم علیہ السلام نے' ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اور حضور علیہ السلام نے تعمیر فرمایا۔ اس سب سے پہلی درسگاہ کا مہتمم اعلی اللہ رب العالمین ہے۔ اس درسگاہ اول کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اس مدرسہ کے ناظم اور معلم شاگرد خدا جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کو اللہ تعالی نے علم کلی عطا فرمایا ہے۔ اس درسگاہ عشق ومحبت میں پڑھایا جانے والا نصاب تعلیم خاتم الکتب آخری کلام قرآن مجید فرقان حمید ہے جس کی سات منزلیں ہیں۔ تیس پارے ہیں' ایک سو چودہ سورتیں ہیں' پانچ سو چالیس رکوع ہیں۔ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ہیں۔ اس درسگاہ اول میں پڑھنے والے طلبہ میں سے حضرت ابوبکر صدیق' عمر فاروق' عثمان غنی' مولا علی حیدر کرار' بلال حبشی' سلمان فارسی' صہیب رومی' ابوذر غفاری' ابوہریرہ' خالد بن ولید' انس بن مالک' حضرت امیر معاویہ' حضرت امیر حمزہ' عبداللہ بن عباس' عبداللہ بن مسعود' عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہم اور کئی صحابہ ہیں۔ اس اسلامی درسگاہ اول میں پڑھنے والی طالبات میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہیں' آپ کی ازواج مطہرات ہیں' آپ کی بیٹیاں ہیں' صحابہ کرام کی بیویاں ہیں' صحابہ کرام کی بیٹیاں ہیں' خواتین اسلام ہیں اس درسگاہ میں تعلیم وتربیت حاصل کرنے والے کیا کیا بنے کوئی صدیق اکبر بنے' کوئی فاروق اعظم بنے' کوئی عثمان غنی بنے' کوئی مولا علی شیر خدا بنے' کوئی حسن مجتبیٰ بنے' کوئی شہید کربلا بنے' کوئی سیف اللہ بنے' کوئی سپہ سالار بنے' کوئی غازی بنے' کوئی عالم بنے' کوئی محدث بنے' کوئی مجاہد بنے' کوئی فقیہہ بنے' کوئی قاضی بنے' کوئی محقق بنے' کوئی مفسر بنے' کئی معلم بنے' کئی مفتی بنے' کوئی فاتح بنے' کوئی سلطان بنے' کوئی حکمران بنے' کوئی راہنما بنے' کوئی سخی بنے' کوئی صوفی بنے' کوئی تاجر بنے' کوئی مبلغ بنے' کوئی عاشق

بنے، کوئی بہادر بنے، کوئی شاعر بنے، کوئی نعت خواں بنے، اس پیاری درسگاہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملی ہوئی تعلیم وتربیت کا فیض پھیلتا گیا تو اطراف عالم میں کوئی اویس قرنی بنے، کوئی امام اعظم ابوحنیفہ بنے، کوئی امام شافعی بنے، کوئی امام مالک بنے، کوئی امام احمد بن حنبل بنے، کوئی آئمہ صحاح ستہ بنے، کوئی غوث اعظم بنے، کوئی داتا ہجویری بنے، کوئی خواجہ اجمیری بنے، کوئی امام احمد رضا بریلوی بنے، کوئی غوث بنے، کوئی قطب بنے، کوئی ابدال بنے، کوئی خطیب بنے، کوئی حافظ قرآن بنے، کوئی استاذ الاساتذہ بنے، کوئی امام بنے۔

سبق پڑھ پھر عدالت کا صداقت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

بندۂ خدا کا علمی مقام:

اللہ تعالی نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے: **و علم ادم الاسماء کلھا**
(سورۃ بقرہ، آیت **31**، پارہ **1**)

اور اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کا علم دے دیا۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانوں کا علم سکھا دیا تھا (روح البیان) یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں پر فوقیت اور فضیلت عطا فرما دی ہے۔ چنانچہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور قرآن پاک کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کو آدم علیہ السلام کی برتری دکھانے کے لئے اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کا علمی مقام ظاہر فرمایا اور اس طرح آدم علیہ السلام کی اولاد بھی عظمت و سربلندی حاصل کرنا چاہتی ہے تو اللہ کے فضل وکرم اور حصول علم کے بغیر ممکن نہیں۔ معلوم یہ ہوا کہ علم بڑی دولت ہے۔ علم اللہ کے نبیوں اور رسولوں کی میراث ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ ایک بار بازار گئے تو دوکانداروں سے فرمایا آپ لوگوں کو نہیں معلوم کہ مسجد نبوی میں اللہ کے نبی علیہ السلام کی وراثت تقسیم ہو رہی ہے دوکانداروں نے دوکانیں بند کیں اور مسجد نبوی حاضر ہو گئے دیکھا تو کوئی مال دولت کوئی درہم ودینار نہیں بانٹے جا رہے باہر آ کر لوگوں نے ابو ہریرہ سے پوچھا آپ تو کہہ رہے تھے مسجد نبوی میں حضور علیہ السلام کی وراثت تقسیم ہو رہی ہے وہاں تو کچھ

مال بھی نہیں ملا۔تو آپ نے فرمایا وہاں ہو کیا رہا تھا۔لوگوں نے کہا وہاں علم دین سیکھنے اور سکھانے کی محفلیں ہو رہی تھیں ۔تو آپ نے فرمایا وہی تو نبی علیہ السلام کی وراثت تھی کیونکہ اللہ کے نبیوں کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتے دین کا علم نبیوں کی وراثت ہے۔(حدیث نبوی)

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں مال دولت سے علم دین کئی درجے افضل ہے علم دین انبیاء کی میراث ہے اور مال نمرود' فرعون' قارون' ہامان اور شداد کی میراث ہے۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا ہے۔ مالدار خود مال کی حفاظت کرتا ہے اور علم صاحب علم کی حفاظت کرتا ہے۔ مال بے وفا ہے جو دنیا میں رہ جاتا ہے اور علم دین عالم کے ساتھ قبر و حشر میں جاتا ہے۔ مال مومن اور کافر دونوں کے پاس ہوتا ہے اور علم نافع صرف مومن کے پاس ہی ہوتا ہے۔ مال دار کا کوئی کوئی سوالی ہوتا ہے اور عالم کا ہر کوئی سوالی ہوتا ہے۔(تفسیر عزیزی)

علم کی برکات:

قرآن پاک میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

و اذ قال ربک للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفه۔ اور یاد کرو جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں

قالوا اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفک الدماء ۔فرشتوں نے عرض کی یا اللہ کیا ایسے کو بنائے جو زمین میں فساد کرے گا اور خون بہائے گا

ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک

اور ہم تسبیح کرتے ہیں تیری حمد کے ساتھ اور پاکی بولتے ہیں تیرے لئے۔

قال انی اعلم مالاتعلمون اللہ تعالی نے فرمایا اے فرشتو جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے (پارہ 1 سورۃ بقرہ' آیت نمبر 30)

اس کے بعد اللہ تعالی نے علم کی وجہ سے آدم علیہ السلام کو مسجود ملئکۃ بنایا اور دوسری جگہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: **وعلمناه من لدنا علما** (پارہ 15 سورۃ کھف' آیت 65)

اور ہم نے حضر علیہ اللسلام کو علم لدنی سکھایا۔

یہ وہ علم ہے جو موسیٰ علیہ السلام سیکھنے کے لئے حضر علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔
اور تیسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وعلمتنی من تاویل الاحادیث (پارة13 سوره یوسف آیت101)

اے اللہ تو نے مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم سکھایا
علم کی برکت سے یوسف علیہ السلام کی شان کے قید میں ہی چرچے ہونے لگے اور چوتھے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وعلمناه صنعتة لبوس لکم (پاره17 سورة انبیاء آیت80)

اور ہم نے تمہارے لئے ان کو ایک طرح کا لباس بنانا سکھایا تاکہ تم لڑائی کے نقصان سے بچ سکو۔
علم کی برکت سے داؤد علیہ السلام کو بادشاہی ملی تھی۔ پانچویں مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

علمنا منطق الطیر (پاره19 سوة نمل آیت16)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جانوروں کی بولیوں کا علم سکھایا۔
جانوروں کی بولیوں کا علم ہونے کی وجہ سے ملکہ بلقیس سلیمان علیہ السلام کے نکاح میں آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے ناموں کا علم دیا۔ خضر علیہ السلام کو علم لدنی دیا۔ یوسف علیہ السلام کو خوابوں کی تعبیر کا علم دیا۔ داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانے کا علم دیا۔ سلیمان علیہ السلام کو جانوروں کی بولیوں کا علم دیا۔ جب حضور علیہ السلام کے علم کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وعلمک مالم تکن تعلم و کان الله فضل الله علیک عظیما

اے محبوب آپ کو وہ علم سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور آپ پر اللہ کا فضل عظیم ہوا ہے۔
تمام انبیاء کو اللہ نے علم دیا تو فضل فرمایا اور جب حضور علیہ السلام کو علوم کے خزانے عطا فرمائے تو فضل عظیم فرمایا۔ معراج کی رات حضور علیہ السلام جب مقام او ادنیٰ پہ سرفراز ہوئے اور دیدار خدا فرمایا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم رایت ربی فی احسن سورة فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردها بین ثدی فعلمت ما فی السموت والارض (مشکوۃ) طلب علم کے لئے سفر سنت پیغمبر ہے

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے: واذقال موسی لفتہ لاابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا (پارہ 15 سورۃ کہف آیت نمبر 60)

• اور یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے فرمایا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ جاؤں جہاں دو دریا ملے ہیں یا قرنوں چلا جاؤں۔

تفسیروں میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم بنی اسرائیل کے ایک مجمع میں خطاب فرمایا بعد میں کسی نے پوچھا اے موسیٰ علیہ السلام آپ سے بھی بڑا کوئی عالم ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں تو اللہ کا نبی ہوں بنی اسرائیل کے لئے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے موسیٰ علیہ السلام آپ سے بڑے عالم حضرت خضر علیہ السلام ہیں آپ نے رب تعالیٰ سے ان کا پتہ پوچھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا دو دریاؤں کے پاس وہ رہتے ہیں۔ وہاں کی علامت یہ بتائی کہ بھنی ہوئی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چھلانگ لگادے گی اور پانی میں سرنگ بن جائے گی۔ آپ بھنی ہوئی مچھلی لے کر اپنے خادم حضرت یوشع بن نون کو ساتھ لے کر وہاں گئے جہاں دریائے اندلس اور دریائے روم اکٹھے چل رہے تھے وہاں آرام فرمانے لگے یوشع بن نون جاگ رہے تھے اس سے معلوم ہوا طلب علم کے لئے سفر کرنا سنت پیغمبر ہے اور استاد کے پاس جانا چاہیئے اور استاد کو اپنے پاس نہ بلانا چاہئے یہ اچھا اور ادب کا طریقہ ہے۔ شریعت کے معاملہ میں استاد کی بات پر اعتراض نہیں کرنا چاہیئے طریقت والے کبھی خلاف شرح کریں تو اس میں کوئی خاص وجہ ہوتی ہے حقیقت میں وہ خلاف شرح نہیں ہوتا۔ علم صرف کتاب سے نہیں آتا استاد کی صحبت سے بھی آتا ہے باعمل عالم کی سنگت کیمیا کا اثر رکھتی ہے ایک معمولی لوہا کاریگر کا ہاتھ لگنے سے قیمتی ہتھیار بن جاتا ہے تو معمولی انسان پیر کامل کی رفاقت سے کامل اور شان والا بن جاتا ہے وہاں دونوں دریاؤں کے پاس ایک پتھر کی چٹان تھی اس کے نیچے آب حیات کا چشمہ تھا جب بھنی ہوئی مچھلی کو اس چشمہ آب حیات کا پانی لگا تو وہ زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی یوشع علیہ السلام یہ واقعہ دیکھ رہے تھے جب موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے تو یوشع علیہ السلام کی توجہ مچھلی کے زندہ ہونے کی طرف نہ رہی اور دونوں وہاں سے روانہ ہو گئے۔ موسیٰ علیہ السلام کو مجمع بحرین سے آگے تکلیف محسوس ہوئی معلوم ہوا کہ طلب علم میں تکلیف اٹھانا یہ اللہ کے نبی کی سنت ہے آگے جا کر موسیٰ علیہ السلام نے یوشع علیہ السلام سے فرمایا لاؤ وہ کھانا دو جو ہم ساتھ لے کر آئے تھے۔ یوشع علیہ السلام

نے عرض کی اے موسی علیہ السلام جہاں ہم آرام کر رہے تھے مچھلی تو زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی تھی ۔موسی علیہ السلام نے فرمایا وہی جگہ تو ہماری آخری منزل تھی جب الٹے پاؤں واپس ہوئے اور قدموں کے نشانات پر اسی جگہ آئے تو وہاں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی جب آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا تو موسی علیہ السلام نے فرمایا اے خضر علیہ السلام میں آپ کے پاس آیا ہوں اس لئے کہ آپ مجھے وہ علم سکھادیں جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے۔یعنی علم لدنی۔اس سے معلوم ہوا شاگرد کو علم سیکھنے کے لئے استاد کے پاس رہنا چاہیئے اور استاد کا ادب کرنا چاہیئے ۔ اور استاد کی خدمت کرنا چاہیئے اور نبی کا طریقت میں صاحب طریقت کی شاگردی کرنا اور اللہ نے خضر علیہ السلام کو علم غیب عطا فرمایا تھا چونکہ موسی علیہ السلام شریعت کے امام تھے اور خضر علیہ السلام طریقت کے امام تھے اب اس بات میں اختلاف ہے کہ خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی ہیں۔ کچھ آپ کو ولی مانتے ہیں اور جمہوری مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ نبی ہیں کیونکہ نبی کا مقام ولی سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں نبی ولی کا شاگرد نہیں بلکہ نبی نبی کا شاگرد ہے کیونکہ نبی کسی غیر نبی کا شاگرد ہو یہ نبی کی توہین ہے۔موسی علیہ السلام کا خضر علیہ السلام کی شاگردی کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ خضر علیہ السلام بھی اللہ کے نبی ہیں۔آپ ان چار نبیوں میں سے نبی ہیں جو قیامت تک ظاہری طور پر بھی زندہ ہیں دو زمین پر خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام اور دو آسمان پر ادریس علیہ السلام اور عیسی علیہ السلام۔ جب موسی علیہ السلام نے علم لدنی حاصل کرنے کی درخواست کی تو خضر علیہ السلام نے فرمایا آپ میرے ساتھ نہیں رہ سکتے ۔موسی علیہ السلام نے فرمایا اگر اللہ نے چاہا آپ مجھے صابر پائیں گے۔خضر علیہ اسلام نے فرمایا اگر میرے ساتھ رہنا ہے تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جب تک میں خود بیان نہ کروں۔ جب دونوں چلے تو کشتی والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور بغیر کرایہ کے دونوں کو سوار کرلیا اور خضر علیہ السلام نے کشتی کا وہ پھٹہ توڑ دیا جو پانی کے ساتھ رہتا تھا اور پانی کشتی میں داخل بھی نہ ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے پیاروں کے معجزوں اور کرامتوں کی برکت سے ڈوبتی ہوئی یا ڈوبی ہوئی کشتیاں تر جاتی ہیں اور خضر علیہ السلام کا کشتی میں سوار اختیاج اور ضرورت کے طور پر نہ تھا بلکہ اس مصلحت کی بناء پر جو آگے آرہی ہے ورنہ خضر علیہ السلام پانی میں ڈوبنے سے محفوظ ہیں۔تو موسی علیہ السلام نے فرمایا اے خضر علیہ السلام یہ آپ نے کیسا کام کیا ہے کشتی والوں نے ہم سے کرایہ بھی نہیں لیا الٹا

آپ نے ان کا نقصان کر دیا۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا میں نے کہا تھا آپ میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ موسی علیہ السلام نے فرمایا میں نے توجہ نہیں کی آپ میرے ساتھ درگزر فرمائیں۔ خضر علیہ السلام اور موسی علیہ السلام دونوں چلے۔ آگے گئے تو ایک میدان میں بچے کھیل رہے تھے۔ خضر علیہ السلام نے ان بچوں میں سے ایک بچے کو پکڑا اور ایک طرف لے جا کر اسے قتل کر دیا۔ موسی علیہ السلام پھر بول پڑے فرمایا کشتی تو پھر بھی مرمت ہو سکتی ہے اس بچے کا کیا قصور ہے جسے آپ نے قتل کر دیا۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا میں نے آپ کو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ گزارہ نہیں کر سکتے۔ موسی علیہ السلام نے فرمایا آخری بار ہے اس کے بعد اگر میں اعتراض کروں تو مجھے الگ کر دینا بے شک میری طرف سے آپ کا عذر پورا ہو چکا ہے۔ پھر دونوں چل پڑے یہاں تک کہ ایک گاؤں آ گیا اس گاؤں والوں کو فرمایا ہم تمہارے مہمان ہیں لیکن انہوں نے حضر علیہ السلام وموسی علیہ السلام کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا۔ جس پر یہ دونوں وہاں سے نکلے۔ اس گاؤں کے ایک مکان کی دیوار گرنے والی تھی۔ حضر علیہ السلام نے ہاتھ کے اشارے سے بطور کرامت اس دیوار کو سیدھا کر دیا۔ موسی علیہ اسلام نے فرمایا اے خضر علیہ السلام آپ اگر چاہتے تو اس دیوار کو مرمت کرنے پر مزدوری لے لیتے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا یہ آپ کا بولنا میری اور آپ کی اب جدائی کا وقت ہے۔ بعد میں خضر علیہ السلام نے فرمایا اے موسی علیہ السلام اب میں آپ کو ان کاموں کی حقیقت بتاؤں جو میرے کام آپ دیکھ کر صبر نہ کر سکے تا کہ آپ مطمئن ہو جائیں اور یہ بھی یاد رکھیں موسی علیہ السلام نے خضر علیہ السلام کی شاگردی کرنا چاہی لیکن کی نہیں اور نہ ہی اس علم پر بعد میں آپ نے عمل کیا ہے۔ اللہ تعالی نے آپ کو فرمایا کہ تم سے زیادہ جاننے والے بھی میرے بندے ہیں۔ حضر علیہ السلام نے فرمایا وہ جو کشتی تھی وہ غریبوں کی کشتی تھی میں نے دیکھا دریا کے کنارے پر ایک ظالم بادشاہ کھڑا ہے اور وہ جس کی نئی کشتی دیکھتا ہے چھین لیتا ہے تو میں نے چاہا کہ اس نئی کشتی کو عیب دار کر دوں تا کہ ظالم بادشاہ سے ان مسکینوں کی کشتی بچ جائے۔ بعد میں وہ اس کی مرمت کرا لیں گے۔ میں نے ان کا تھوڑا نقصان کر کے ان کو بڑے نقصان سے بچا دیا۔ اور وہ بچہ جو میں نے قتل کیا تھا وہ کافر تھا اس کے والدین مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ بچہ اپنی محبت کی وجہ سے اپنے والدین کو بھی کافر نہ بنا دے۔ اس لئے میں نے اس بچے کو قتل کر دیا۔ پھر ہم نے چاہا کہ اللہ تعالی ان دونوں کو اس سے بہتر بچہ عطا فرمائے۔ چنانچہ اللہ

تعالی نے ان والدین کو ایک نیک بچی عطا فرمائی جس کا ایک نبی سے نکاح ہوا۔ اللہ تعالی نے اس بچی سے ستر انبیاء پیدا فرمائے اور وہ جو دیوار میں نے سیدھی کی تھی وہ دو یتیموں کی تھی اور اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ تھا جو ان کے نیک باپ نے دفن کیا تھا۔ (معلوم ہوا کہ والدین کی نیکیاں اولاد کے کام آتی ہیں) تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دو یتیم بڑے ہو کر اپنا خزانہ نکال لیں اگر دیوار گرتی گر جاتی تو خزانہ ظاہر ہو جاتا گاؤں والے لوٹ کر لے جاتے تو یہ یتیم بے چارے کیا کرتے۔ ہم نے چاہا جب یہ جوان ہو جائیں گے ہم ان کو آگاہ کر دیں گے کہ آپ کے باپ نے دیوار کے نیچے خزانہ دفن کیا ہے اس کو نکال کر استعمال کر لو اس کے بعد حضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو کچھ نصیحت کر کے رخصت فرما دیا۔ (روح البیان)

مدرسۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درویش طلباء:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ شریف تشریف لائے تو تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ نے صحابہ کرام کے ساتھ مل کر مسجد نبوی کی تعمیر کا آغاز فرمایا جب یہ کام مکمل ہو گیا تو آپ نے صحابہ کرام کی تعلیم کے لئے مسجد نبوی میں اسلام کی درسگاہ قائم فرمائی۔ اس درسگاہ میں تعلیم و تربیت پانے والے دو قسم کے اصحاب تھے ایک تو وہ مہاجرین و انصار جو گھر بار والے تھے اور کھیتی باڑی، تجارت اور دوسرے کئی کاروبار کرتے تھے۔ یہ صحابہ اپنی فرصت کے وقت قرآن مجید اور حدیث و سنت کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور دوسرے وہ صحابہ تھے جن کا گھر بار تھا اور نہ کوئی ذریعہ معاش تھا۔ اگر گھر بار تھا بھی تو انہوں نے اس کو چھوڑ کر اپنے آپ کو تعلیم قرآن و سنت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ ان میں زیادہ تر صحابہ غریب الوطن ہوتے تھے اور فقر و فاقہ کی زندگی اختیار کر کے حصول علم میں مشغول ہو جاتے تھے۔ یہ سارا کام صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تھا اور جب ان درویشان اسلام کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہونے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مستقل قیام کے لئے مسجد نبوی سے جانب شرق ایک چبوترے پر مسقف دالان بنوا دیا۔ عربی زبان میں سائبان یا مسقّف دالان کو صفہ کہتے ہیں۔ اس لئے مردان حق صحابہ طلباء اصحاب صفہ کہلانے لگے۔ پہلے تو صحابہ دن بھر مسجد نبوی مدرسۃ الرسول میں تعلیم و تربیت حاصل کرتے تھے اور رات کو کھلے چبوترے پر سوتے تھے۔ اب ان کو ایک چھت

میسر آئی اوران میں مدینہ شریف کے مسکین صحابہ بھی شامل ہو گئے۔اصحاب صفہ کی تعداد مقرر نہ تھی اوراس میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی ایک محتاط اندازے سے ایک وقت میں ان کی کم از کم تعداد ستر تھی جو بعض اوقات بڑھ کر چار سو تک ہو جاتی تھی جس نومسلم کا مدینہ منورہ میں کوئی تعلق دار نہ ہوتا وہ اصحاب صفہ کے پاس آ کر قیام کرتا تھا۔اصحاب صفہ میں سے جو شادی کر لیتے وہ اہل وعیال کے فرائض وحقوق پورا کرنے کے پابند ہو جاتے یا کسب معاش کے لئے کسی خاص شعبے یا کاروبار سے منسلک ہوتے وہ خود بخود ہی اصحاب صفہ کے حلقے سے نکل جاتے تھے۔اصحاب صفہ کے فقر واستغناء کی عجیب کیفیت تھی ان پر کئی کئی وقت فاقے گزر جاتے تھے لیکن زبان پر حرف شکایت نہ لاتے تھے۔جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے توان میں سے بعض صحابہ پیٹ خالی ہونے اور بھوک کی وجہ سے جسمانی کمزوری کے سبب گر جاتے اور بے ہوش ہو جاتے تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر ان کو اٹھاتے اور فرماتے تھے اے مجاہدین اسلام اے اصحاب صفہ اگر آپ کو معلوم ہو جائے کہ بارگاہ الٰہی میں تمہارا کیا درجہ ومقام ہے تو تم ضرور یہ تمنا کرتے کہ یا اللہ ہمارا فقر وفاقہ اور زیادہ فرمادے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان درویشان حق کو بے حد محبوب رکھتے تھے اور ہر معاملہ میں ان کا خیال رکھتے تھے۔جب کہیں سے صدقے کا کھانا آتا تو آپ یہ تمام کھانا ان اصحاب صفہ کو کھلا دیتے تھے کبھی ان کو مہاجرین وانصار پر تقسیم فرمادیتے کہ وہ ان کے کھانے کا بندوبست کردیں۔ہر آدمی اپنی طاقت کے مطابق ایک ایک دو دو تین تین چار چار کو اپنے ساتھ لے جاتا اور کھانا کھلاتا تھا۔ حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر شام کو 80 اصحاب صفہ کو ساتھ اپنے گھر لے جاتے اوران کو کھانا کھلاتے تھے۔حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اصحاب صفہ کی اکثر دعوت کیا کرتے تھے۔اس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ابوالمساکین کا لقب عطا فرمایا تھا اور دوسرے صحابہ کرام بھی اصحابہ صفہ کی دل کھول کر مدد فرمایا کرتے تھے انصار صحابہ اپنے باغوں سے کھجوروں کے خوشے لاتے اور مسجد نبوی میں لٹکا دیتے تا کہ اصحاب صفہ کھجوروں سے اپنا پیٹ بھر لیں (ترمذی شریف) ایک دفعہ کسی نے ایک پیالا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا یہ ایک بہت بڑی دیگ کے برابر تھا اور چار آدمی اس کو مل کر اٹھاتے تھے جب دو پہر ہوتی تھی تو وہ پیالا آتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب صفہ کو ساتھ لے کر اس پیالے کے

گرد بیٹھ جاتے اگر اس میں سے کھانا تناول فرماتے تھے بعض اوقات کھانیوالوں کی تعداد اتنی ہو جاتی تھی کہ آپ سمٹ کر بیٹھ جاتے تھے تا کہ اوروں کے لئے جگہ نکل آئے۔(ابو داوٗد) اگر کوئی صحابی حضور علیہ السلام کی دعوت کرتے تھے تو آپ اصحاب صفہ کو ساتھ لے جاتے تھے اور اپنے ساتھ بٹھا کر ان کو کھانا کھلاتے تھے۔ اللہ تھوڑے کھانے میں برکت عطا فرماتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اصحاب صفہ کا کس قدر خیال تھا کہ ایک بار حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالی عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کرتی ہیں ابا حضور میرے ہاتھوں میں چکی پیس پیس کر چھالے پڑ گئے ہیں آپ مجھے ایک کنیز عنایت فرمائیں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا بیٹی میں سب سے پہلے اصحاب صفہ کے خورد و نوش کا انتظام کرنا چاہتا ہوں یہ نہیں ہوسکتا کہ اصحاب صفہ تو بھوکے پیاسے رہیں اور میں اپنی بیٹی کو کنیزیں عنایت کردوں۔ بیٹی صبر سے اپنا وقت گزار لیا کرو۔ اصحاب صفہ میں سے ایک بزرگ حضرت طلحہ بن عمرو نفری رضی اللہ تعالی عنہ بیان فرماتے ہیں جب کوئی آدمی باہر سے مدینہ شریف آتا اگر اس کا مدینہ میں کوئی جاننے والا ہوتا تو وہ اس کے پاس ٹھہرتا اگر کوئی اس کا جاننے والا نہ ہوتا تو وہ اصحاب صفہ میں قیام کرتا تھا جب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرا مدینے میں جاننے والا کوئی نہیں تھا اس لئے میں اصحاب صفہ کے پاس ٹھہرا تھا۔ ہمارے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے ہر روز کچھ کھجوریں آتی تھیں جو دو آدمیوں کے لئے ہوا کرتی تھیں ایک روز ہم میں سے کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھجوریں کھا کھا کر ہمارے پیٹ جل گئے اور ہماری چادریں پھٹ گئیں حضور علیہ السلام ان کی باتیں سنتے رہے جب ان کی گفتگو ختم ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ممبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد آپ نے ان تکلیفوں کا ذکر فرمایا جو آپ کو اور آپ کے رفقاء کو آپ کی قوم کی طرف سے ملی تھیں۔ پھر فرمایا مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر دس دن ایسے گزرے کہ ہمارے پاس سوائے پیلو کے درخت کے پھل کے اور کچھ نہ تھا' پھر ہم نے اپنے وطن سے ہجرت کی اور اپنے انصار بھائیوں کے پاس آئے جن کا بہترین کھانا کھجور ہے اور ہم بھی تمہاری مدد کھجور ہی سے ہی کرتے ہیں، خدا کی قسم اگر روٹی اور گوشت ہوتا تو ضرور وہ بھی آپ کو کھلاتا' تاہم وہ زمانہ آئے گا جب تم کعبے کے پردے جیسے خوبصورت لباس پہنو گے اور صبح شام طشت میں لذیز کھانے کھاؤ گے (حلیۃ

الاولیاء) جب حضور علیہ السلام نے اصحاب صفہ کوفرمایا کہ وہ زمانہ جلد آنے والا ہے کہ جب تم اچھا کھاؤ گے اچھا پہنو گے تو اصحاب صفہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے وہ زمانہ بہتر ہے یا یہ زمانہ بہتر ہے تو حضور نے فرمایا تمہارے لئے یہ فقر فاقے کا زمانہ بہتر ہے۔ اصحاب صفہ کے لباس کا عالم یہ تھا کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کے پاس تہبند اور چادر دونوں چیزیں ہوں لیکن چادر کو اپنے گلے میں اس طرح باندھ لیتے تھے کہ بعض کے نصف ساق تک لٹک آتی تھیں اور بعض کے ٹخنوں تک چلی جاتی تھیں جب نماز پڑھتے ہوئے سجدہ کرتے تو اس چادر کو سمیٹ لیتے تاکہ ستر نہ کھل جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب صفہ کو خود بھی شفقت سے تعلیم دیتے تھے اور دوسرے معلموں سے بھی دلاتے تھے ان معلمین میں حضرت عبادہ بن صامت انصاری، حضرت ابی بن کعب انصاری کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن صحابہ کرام کو دوسرے کاموں کی وجہ سے تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہ ملتا وہ رات کو ایک استاد کے پاس چلے جاتے اور صبح تک تعلیم حاصل کرتے تھے (مسند امام احمد) اصحاب صفہ جس شوق و ذوق سے تعلیم حاصل کرتے تھے اس کی بدولت ان کو علوم قرآن وحدیث وقرات میں امتیازی درجہ حاصل تھا۔ حفظ القرآن سے ان کو بڑی لگن بھی اور جنون بھی تھا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں میں نے اصحاب صفہ کے طلباء کو قرآن کی تعلیم دی اور لکھنا بھی سکھایا ان میں سے ایک طالبعلم نے مجھے ایک کمان ہدیہ بھیجی (ابوداؤد شریف)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں غریب مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا تھا اور وہ سب کپڑے نہ ہونے کی وجہ سے مل کر بیٹھے ہوئے تھے تاکہ ستر نہ کھل جائے۔ ایک صاحب ہم کو قرآن سنا رہے تھے اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے جو قاری قرآن سنا رہے تھے وہ آپ کو تشریف لاتے دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ ہم نے ادب کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام پیش کیا آپ نے پوچھا تم کیا کر رہے تھے سب نے عرض کی ہم قرآن سن رہے تھے۔ آپ نے فرمایا سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے جن کے ساتھ مجھے صبر کرنے کا حکم دیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان جلوہ افروز ہو گئے تاکہ ہمارے درمیان چھوٹائی بڑآئی کا فرق ختم ہو جائے اور آپ نے اشارہ فرمایا حلقہ بنالو اور سب نے اشارے پر عمل کیا اور سب کو حضور صلی

اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرہ نظر آنے لگا۔ پھر آپ نے فرمایا اے غریب مہاجرین تم کو قیامت کے دن ایک ایسا نور عطا فرمایا جائے گا جو مکمل ہوگا اس لئے تم مال داروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہو جاؤ گے (مشکوۃ شریف)

بلاشبہ اصحاب صفہ کی زندگی درویشانہ تھی اسے راہبانہ نہیں کہا جا سکتا (یعنی تارک دنیا ہو کر ایک گوشے میں نہیں رہتے تھے) فی الحقیقت ان کو محتاج ہونا گوارہ نہیں تھا وہ لوگوں کا پانی بھرتے تھے جنگل سے لکڑیاں چن کر لاتے ان کو فروخت کر کے روزی کماتے تھے جس دن کچھ نہ ملتا صبر شکر کر کے گزارہ کرتے تھے۔ تحصیل علم کے ساتھ ساتھ مدینہ کے قیام اور سفر وحضر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت بھی کرتے تھے جب جہاد کا موقع آتا تو یہی مسکین طبع اصحاب صفہ مجاہدین بن جاتے تھے اور راہ حق میں اپنی جان کی بازی لگا دیتے تھے۔ 4 ہجری میں سانحہ بیت مععونہ میں جو صحابہ شہید ہوئے ان میں کئی اصحاب صفہ تھے۔ حضور علیہ السلام کی تعلیم وتربیت کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہی درویش (اصحاب صفہ) جن کا لباس پھٹے پرانے کپڑے ہوتے تھے جن کو روٹی کا ایک ٹکڑا بھی مشکل سے میسر آتا تھا مستقبل میں تاریخ کی نامور شخصیات بنے تھے۔ ایک وقت یہ تھا کہ اہل مدینہ بھی ان میں سے بہت کم کے ناموں سے آشنا تھے پھر وہ وقت بھی آیا کہ انہوں نے وسیع وعریض علاقوں پر غایت حسن خوبی سے حکومت کی اور اپنے حسن کردار سے ایک دنیا کو مسخر کر لیا ان میں سے بہترین عالم، بہترین مدبر، بہترین، سیاستدان، بہترین معلم بہترین سپہ سالار، اور بہترین حکمران بن کر نکلے، یہ ساری خوبیاں اور خصوصیات اور صلاحیتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم وتربیت کی نشست میں زانوئے تلمذ تہہ کرنے کی برکت سے حاصل ہوئی تھیں۔

دینی طلباء کا مقام:

حدیث پاک میں آتا ہے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

عن کثیر بن قیس قال کنت جالساً ابی الدرداء فی مسجد دمشق فجاءہ رجل فقال یا اباالدرداء انی جئتک من مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لحدیث بلغنی انک تحدثہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ماجئت لحاجۃ قال فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

يقول من سلك طريقا يطلب فيه علما سهل الله به طريق من طريق الجنه و ان الملآئكة لتنفع اجنتها رضالطالب العلم و ان العالم يستغفرله من فى السموت والارض والحيتان فى جوف الماء و ان فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائرالكواكب وان العلماء ورثة الانبياء و ان الانبياء لايرثوا دينارا ولا درهما انما ورثو العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر (سنن ابوداؤد۔ترمذی)

کثیر بن قیسؒ نے فرمایا میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے آ کر کہا اے ابوالدرداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک شہر سے ایک حدیث کی خاطر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ مجھے یہ بات ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ ایک حدیث روایت کرتے ہیں میں کسی اور حاجت کے لئے نہیں آیا۔ حضرت ابوالدرداء نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو علم حاصل کرنے کے لئے کسی راستے پر چلے گا تو اللہ اس کو جنت کے راستے پر چلائے گا اور علم حاصل کرنے والے کی خوشنودی کے لئے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور عالم دین کے لئے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز دعائے مغفرت کرتی ہے یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی اور عبادت کرنے والوں پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر اور علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں کیونکہ انبیاء کی میراث دینار یا درہم نہیں ہوتے ان حضرات کی میراث علم دین ہے جس نے اسے حاصل کرلیا اس نے بہت بڑا حصہ پالیا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ایک عاشق حصول دین کی تڑپ رکھنے والا ایک حدیث سننے کے لئے مدینہ منورہ سے سفر کر کے ملک شام کی مسجد میں آیا۔ پتہ چلا کہ پہلے زمانے کے مسلمانوں میں علم حدیث حاصل کرنے کی کتنی تڑپ تھی کہ اس زمانے میں سفر کی انتہائی اور پریشان کن مشکلات کے باوجود علم دین حاصل کرنے کی خاطر اتنا لمبا سفر کرنے سے بھی نہیں گھبراتے تھے لیکن آج کل مسلمان علم دین سیکھنے اور سکھانے کی مجلسوں میں اور مدارس و مساجد میں چند قدم چل کر جانے سے گھبراتے اور شرماتے ہیں اس صورتحال کو اس دور کے مسلمانوں کی بدنصیبی اور محرومی کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے اس حدیث پاک کو پڑھ سن کر ہمیں بھی اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر علوم دینیہ حاصل کر کے دونوں جہانوں کی کامیابیاں حاصل کرنی

چاہئیں اور دوسرا سبق ہمیں یہ ملتا ہے کہ جو بندہ علم دین حاصل کرنے کے لئے کسی راستے پر چلے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستے پر چلائے گا۔ حدیث پاک کے اس حصے میں ان طلباء وطالبات کے لئے کتنی عظیم خوشخبری ہے کہ علم دین حاصل کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ جب کوئی لاہور جانے کے لئے لاہور کے راستے پر چلے گا تو وہ لاہور پہنچ جائے گا کوئی اسلام آباد جانے کے لئے اسلام آباد کے راستے پر چلے گا تو وہ اسلام آباد پہنچ جائے گا۔ اس طرح جو کوئی کسی بستی میں جانے کے لئے اس کے راستے پر چلے گا وہ اس بستی میں پہنچ جائے گا اس طرح علم دین حاصل کرنا یہ جنت کا راستہ ہے جو اس راستے پر چلے گا وہ جنت کا مسافر ہے وہ جنت میں ہی جائے گا۔ اور تیسرے نمبر پر ان جنتی مسافروں کا مقام یہ ہے کہ علم دین حاصل کرنے والوں کی رضا کے لئے فرشتے کیا کرتے ہیں اس حدیث کے تیسرے ٹکڑے میں ارشاد ہے کہ جب طلباء وطالبات علم دین حاصل کرنے کے لئے اپنے گھروں سے باہر نکلتے ہیں تو اللہ کے نوری فرشتے طلباء کی رضا اور خوشنودی کے لئے ان کے قدموں کے نیچے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں یہ ان دینی طلباء کا مقام ہے کہ فرشتے ان کی اتنی تعظیم وتکریم اور عزت واحترام کرتے ہیں اس کو کہتے ہیں کسی کے لئے اپنی آنکھیں بچھانا۔ کسی کے ہاں کوئی بڑا معزز مہمان جب آتا ہے تو میزبان اپنے آنے والے مہمان کے لئے کتنا اہتمام انتظام کرتا ہے راستے صاف کرتا ہے، قالین بچھاتا ہے، سائیبان لگاتا ہے لائٹیں جلاتا ہے، اسٹیج بناتا ہے جب مہمان آتا ہے پھر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی جاتی ہیں اس قدر پر تکلف استقبال کرتا ہے کہ کہا جاتا ہے فلاں میزبان نے اپنے مہمان کیلئے آنکھیں بچھا دیں۔ تو دین کے طلباء جب علم کے راستے پر چلتے ہیں تو فرشتے ان کے قدموں میں اپنے نوری پر بچھا دیتے ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ طلباء دین کی بہت عزت افزائی کرتے ہیں تا کہ جنت کے مسافروں کی جماعت راضی ہو جائے اور ہمیں بھی ان کی رضا حاصل ہو جائے اور ان کی رضا وخوشنودی سے خدا تعالیٰ کی ذات راضی ہو جاتی ہے جو ہر عبادت کا مقصد اعلیٰ بلکہ نصب العین ہے۔ ایک عالم دین کی ایک جاہل عبادت گزار پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنا چودھویں کا چاند تمام ستاروں پر فضیلت رکھتا ہے۔ اس حدیث پاک سے علماء اور طلباء کے مقامات اور درجات کا پتہ چلتا ہے ایک اور حدیث میں ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے رات کی ایک گھڑی میں علم دین پڑھنا پڑھانا ساری رات جاگ کر عبادت

کرنے سے کئی درجے بہتر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حدیث پاک میں فرمایا ہے

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللّٰہ حتی یرجع (مشکوۃ)

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی علم کی طلب میں اپنے گھر سے نکلا وہ اپنے لوٹنے کے وقت تک جہاد میں رہتا ہے۔

آپ ذرا غور کریں ایک مجاہد اپنے گھر اور بیوی بچوں کو چھوڑ کر ہتھیاروں کا بوجھ اٹھا کر اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر میدان جنگ میں آ کر کافروں سے جنگ کرتا ہے اور خون ریز لڑائی بھی کرتا ہے اور زخمی بھی ہو جاتا ہے اور زخموں کے درد اور تکلیف بھی برداشت کرتا ہے۔ جھاڑیوں گھاٹیوں کے دشوار راستوں اور جنگلوں اور بیابانوں اور ریتلے میدانوں میں کفار کی بستیوں سے بھی گزرتا ہے بھوک اور پیاس کی شدت بھی برداشت کرتا ہے ہر وقت دشمن کا خوف بھی اس کے سر پر سائے کی طرح رہتا ہے مختصر یہ ہے کہ مجاہد فی سبیل اللہ بے شمار شدائد اور مصائب برداشت کرنے کے بعد بڑے بڑے اجر وثواب کا حقدار ہوتا ہے مگر علم دین حاصل کرنے والا طالبعلم جو صرف دینی کتابیں اٹھائے ہوئے گھر سے نکلتا ہے اور ہر وقت امن وامان اور راحت وآرام کی زندگی بسر کرتا ہے مگر پھر بھی طالبعلم اللہ تعالی کو اتنا پیارا ہوتا ہے کہ جو اجر وثواب جہاد کرنے والے ایک مجاہد کو ملتا ہے اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے وہ اجر وثواب اس طالب علم کو بھی عطا فرماتا ہے جو علم قرآن اور علم حدیث اور علم فقہ سیکھنے کے لئے اپنے گھر اور گھر والوں کو چھوڑ کر دینی مدارس میں زندگی گزارتا ہے معلوم ہوا علماء اور طلباء اللہ کی بارگاہ میں بڑے مقبول اور محبوب ہوتے ہیں۔

حضرت عمر کا علمی مقام:

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دودھ پی رہا ہوں اتنا پیا کہ سیراب ہونے کا اثر ناخنوں سے ظاہر ہوا۔ پھر میں نے وہ دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا تو صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اس خواب کی تعبیر علم ہے (بخاری شریف)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دیگر تمام لوگوں کا علم دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو عمر ابن خطاب کے علم کا پلڑا بھاری ہو جائے گا (اسد الغابہ)

حضرت ابو وائل نے ابراہیم نخعی سے اس بات کا ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے بڑے اچھے انداز میں عمر فاروق کے علم کو خراج تحسین پیش کیا ہے اس پر حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب دیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں اس سے بھی بڑی بات کی ہے حضرت ابو وائل نے پوچھا وہ کیا ہے تو ابراہیم نخعی نے جواب دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا وصال ہوا تھا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا تھا

ذهب تسعة اعشار العلم (تاریخ الخلفاء)

علم کے دس حصوں میں سے نو حصے دنیا سے چلے گئے۔

بڑے بڑے اہم مسائل کا علم آپ کے پاس موجود تھا۔ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد ایک بار حضرت طلحہ بڑے پریشان تھے۔ حضرت عمر کا آپ کے پاس سے گزر ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا اے طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ کیوں پریشان ہو تو حضرت طلحہ نے جواب دیا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا میں ایک کلمہ جانتا ہو جو آدمی بھی اس کلمے کو موت کے وقت پڑھے گا اس کی روح جسم سے آسانی سے نکلے گی اور قیامت کے دن اس کے لئے نور بن جائے گا لیکن اس کلمے کے بارے میں نہ میں حضور سے پوچھ سکا نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ آج اس کی وجہ سے میں پریشان ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا میں وہ کلمہ جانتا ہوں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا اللہ کے لئے حمد ہے وہ کلمہ کونسا ہے۔ عمر ابن خطاب نے فرمایا یہ کلمہ وہی ہے جو حضور علیہ السلام نے اپنے چچا سے فرمایا تھا یعنی لا الہ الا اللہ۔ اس پر حضرت طلحہ نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔ (جامع المسانید والسنن)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ سے حضور علیہ السلام کی پانچ سو انتالیس احادیث مروی ہیں اور ابن کثیر کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی 1554 مرویات ہیں۔ اور جہاں تک قرآن پاک کے علوم سے واقفیت کا تعلق ہے حضرت عبداللہ بن عمر

نے فرمایا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سورۃ بقرہ بارہ سالوں میں سیکھی تھی جب آپ نے سورہ بقرہ ختم کی تھی اس دن آپ نے ایک اونٹ ذبح کر کے دعوت دی تھی۔(الجامع الاحکام القرآن)

ظاہر ہے کہ حضرت عمرامت کے محدث تھے آپ کی زبان پر دق بولتا تھااور عربی آپ کی مادری زبان تھی آپ کوسورۃ بقرہ تلفظ اور معانی سے کوئی دوری نہیں تھی وہ تو علوم ومعارض کے ایک جہان تھے جن کے لئے آپ نے صرف سورۃ بقرہ کی فضا میں بارہ سال تک پرواز کی تھی۔

سوال وجواب کی نشست:

حضور علیہ السلام کی حدیث پاک میں آیا ہے:

حدثنی ابی عمر ابن الخطاب قال بينها نحن عند رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم ذات يوم اذا طلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سوداالشعر لا يرى عليه اثر السفر ولا يعرفه منا احد حتى جلس الى النبى صلى الله عليه و آله وسلم فاسند ركبتيه الى ركبته ووضع كفيه على فخريه فقال يا محمد اخبرنى عن الاسلام فقال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم الاسلام ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله و تقيم الصلوة و توتى الزكوة و تصوم رمضان وتحج البيت ان استطعت اليه سبيلا قال صدقت قال فعجبتاله يسئله ويصدقه قال فاخبرنى عن الايمان قال ان تومن بالله و ملئكة و كتبه و رسوله واليوم الاخر و تومن بالقدر خيره وشره قال صدقت قال فاخبرنى عن الاحسان قال ان تعبدالله فانک تراه فان لم تكن تراه فانه يراک قال فاخبرنى عن الساعة قال ماالمسئول عنها باعلم من السائل قال فاخبرنى عن امارتها قال ان تلدالامة ربتها وان ترى الحفاة العراة العاليه رعاء الشاء يتطاولون فى البنيان قال ثم انطلق فلبثت ملياثم قال لى يا عمر اتدرى من السائل قلت الله و رسوله اعلم قال فانه جبريل اتاكم يعلمكم دينكم (مسلم شریف)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک دن ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے پاس حاضر تھے اچانک ایک آدمی آیا جس کا لباس بڑا سفید تھا اور بال بڑے سیاہ تھے۔اس سے سفر کے آثار نہیں نظر آتے تھے۔اور ہم میں سے کوئی اس کو پہچانتا بھی نہ تھا وہ آدمی حضور علیہ السلام کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اس نے اپنے گھٹنوں کو حضور علیہ السلام کے گھٹنوں سے ملا دیا اور اپنے ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کے لئے اپنے زانوؤں پر رکھ لئے اور اس نے عرض کی یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اسلام کے بارے بتائیں۔تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دے اور نماز قائم رکھ اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان شریف کے روزے رکھے اور بیت اللہ شریف کا حج کرے اگر تو صاحب استطاعت ہے۔اس آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے سچ فرمایا۔حضرت عمر نے فرمایا ہم کو اس آدمی پر تعجب ہوا کہ یہ آدمی خود ہی مسئلہ پوچھتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے۔اس نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لے آ۔اس نے عرض کی آپ نے حق فرمایا اس نے پھر عرض کی مجھے احسان کے بارے میں بتائیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اگر تم سے یہ کیفیت نہ بن سکے تو یہ یقین کر لو کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے۔اس نے عرض کی مجھے قیامت کے بارے میں بتائیں۔آپ نے فرمایا مسئلہ پوچھنے والے سے جواب دینے والا زیادہ نہیں جانتا (یہ قیامت کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی نفی نہیں مطلب یہ ہے کہ ہم دونوں کا علم برابر ہے لوگوں کے سامنے قیامت کا وقت بیان کرنا منع ہے)۔اس نے عرض کی مجھے قیامت کی علامتیں بتائیں حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ کہ لونڈی اپنے آقا کو جنے گی، جب تم دیکھو کہ ننگے بدن ننگے پاؤں تنگ دست چرواہے بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں گے۔حضرت عمر فرماتے ہیں وہ آدمی چلا گیا آپ تھوڑی دیر تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر رہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر کیا تم جانتے ہو وہ آدمی کون تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔اللہ اور اللہ کے رسول بہتر جانتے ہیں۔آپ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جو تم کو تمہارا دین سکھانے کے لئے آئے تھے۔یعنی حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے معلم کائنات بنا کر مبعوث فرمایا ہے کہ آپ کی تعلیم دینے کے مختلف انداز

ہوتے تھے۔کبھی آپ خود مسئلہ بیان فرمادیتے تھے کبھی صحابہ کے پوچھنے پر ارشادفرماتے اور کبھی کوئی غیر متعارف آدمی پوچھتا تو آپ جواب ارشادفرماتے تھے اس سے صحابہ کو بھی بالواسطہ علم ہو جاتا یہاں بھی تیسرا طریقہ اختیار کیا گیا۔جس طرح آج کے دور میں انٹرویو کے ذریعہ قوم کومختلف مسائل سے باخبر کیا جاتا ہے یعنی بھری محفل میں اگر ایک آدمی کسی لیکچرار سے کوئی مسئلہ پوچھتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے تو سب کو اس مسئلہ کا علم ہو جاتا ہے۔

علم سیکھو اگرچہ سکھانے والا چھوٹا ہی ہو:

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کو جب بھی کوئی مسئلہ پیش آتا تو آپ صحابہ کرام کو جمع فرماتے تھے حالانکہ آپ علم وحکمت کے پیکر تھے ان سے سوال کرتے تھے حتی کہ آپ علم وعمر میں چھوٹے صحابہ سے بھی سوال کرنے میں نہیں شرماتے تھے۔آپ کا علمی مجالس منعقد کرنا اس قدر مشہور ہو چکا تھا اور آپ کا معمول بن چکا تھا کہ سفر وحضر میں آپ کا تحقیقی کارواں جاری رہتا تھا۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں شہر مکہ کی راہ میں لوگوں کو آندھی نے گھیر لیا تھا عمر بن خطاب حج کرنے جارہے تھے آندھی بڑی تیز ہوگئی فاروق اعظم نے لوگوں سے سوال کیا کہ یہ ہوا کیا ہے۔انہوں نے کوئی جواب نہ دیا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں مجھے عمر بن خطاب کے سوال کے بارے میں معلوم ہوا تو میں نے اپنی سواری کو تیز کیا تو میں حضرت عمر سے جاملا۔ میں نے جواب دیا اے عمر مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے ہوا کے بارے میں سوال کیا ہے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ہوا اصل میں اللہ تعالی کی مہربانی ہے یہ کبھی رحمت لاتی ہے کبھی عذاب لاتی ہے تم اس کو گالی نہ دو اللہ تعالی سے اس کے بارے میں خیر مانگو اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔(المستدرک)

ایک بار آپ مدینہ پاک میں گشت کررہے تھے تو ایک گھر سے ایک عورت کی آواز آرہی تھی آپ نے سنا تو ایک عورت اشعار پڑھ رہی تھی جن میں اس کے اپنے خاوند کے فراق کا ذکر تھا۔آپ نے اس عورت سے پوچھا تیرا کیا مسئلہ ہے اس نے کہا آپ نے میرے خاوند کو کئی مہینوں سے محاذ جنگ پر بھیج رکھا ہے اور میں اس کے لئے بے چین ہوں۔آپ نے کہا تم صبر کرو میں اس کو آپ کا پیغام ارسال کرتا ہوں اس کے بعد آپ نے اس معاملہ کی تحقیق کا ارادہ فرمایا۔

آپ نے اپنے گھر میں جا کر پوچھا کہ عورت اپنے خاوند کے بغیر کتنا عرصہ نکال سکتی ہے تو جواب ملا عورت اپنے خاوند کے بغیر چار ماہ نکال سکتی ہے اس کے بعد آپ نے قانون بنا دیا کہ کوئی مجاہد جہاد کے لئے جائے تو چار ماہ سے زیادہ اپنے گھر سے باہر نہ رہے۔ چار ماہ کے اندر اندر اپنی بیوی کے پاس ایک بار ضرور آئے۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی کثرت روایات کا سبب:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کسی نے عرض کی حضور علیہ السلام کے ارشادات کے آپ زیادہ حافظ ہیں یا ابو ہریرہ ہیں کیونکہ ہم ان سے وہ باتیں سنتے ہیں جو آپ سے نہیں سنتے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ ہم لوگ جائیداد والے تھے۔ ہم دنیاوی معاملات میں پھنسے رہتے تھے اور صرف دو وقت یعنی صبح اور شام کو ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے تھے کچھ باتیں سنتے اور کچھ نہ سنتے تھے اور ابو ہریرہ چونکہ ایک مسکین آدمی تھے صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہر وقت رہتے تھے۔ ہمیں یقین ہے کہ ابو ہریرہ نے ہم سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث سنی ہیں۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ ہم نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث سنیں اور ابو ہریرہ نے بھی سنیں ہم نے کچھ بھلا دیا اور ابو ہریرہ نے یاد رکھیں۔ (البدایہ والنہایہ)

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو اپنی چادر بچھائے اور پھر سمیٹ لے اس آدمی کو مجھ سے سنی ہوئی بات کبھی نہیں بھولے گی ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں نے اپنی چادر بچھائی آپ گفتگو فرماتے رہے پھر میں نے چادر سمیٹ لی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو بھی ارشاد سنا وہ مجھے کبھی نہیں بھولا تھا۔ (مسند امام احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں شروع شروع میں مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی بہت سے باتیں بھول جاتی تھیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی احادیث سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں آپ نے فرمایا چادر بچھاؤ میں نے اپنی چادر بچھا دی آپ نے میری چادر میں ہاتھوں کا چلو ڈالا پھر آپ نے فرمایا اس چادر کو سمیٹ لو اور اپنے سینے سے لگا لو میں نے اپنی چادر کو اپنے سینے سے لگا

لیا اس کے بعد میں کبھی بھی آپ کا کوئی ارشاد نہیں بھولا۔ (بخاری شریف)

یہی وجہ ہے کہ احادیث کی تمام کتب کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی تمام صحابہ سے زیادہ روایات ہیں۔ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی، مشکوۃ، دارمی، مسند امام اعظم، مسند امام احمد، وغیرہ وغیرہ میں دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے حدیث کی ہر قابل اعتماد کتاب میں ان کی کچھ نہ کچھ مرویات ضرور ملتی ہیں۔ حضرت امام بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی پانچ ہزار تین سو چوہتر مرویات ہیں اس قول پر تمام محققین کا اتفاق ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ علم کا تھیلا ہیں۔ (مستدرک)

حفظ القرآن کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین پاک ہمیشہ رہنے والا ہے اس لئے اللہ جل جلالہ نے آپ پر نازل شدہ کتاب قرآن کریم کو بھی محفوظ فرمالیا اور اس کی حفاظت اپنے ذمہ لی۔

ارشاد باری تعالی ہے: **ان نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (القرآن) (سورۃ حجر)**

بے شک ہم ہی نے قرآن کریم کو نازل فرمایا اور اس کی حفاظت بھی ہم ہی فرمائیں گے۔

اس وعدہ حفاظت کو پورا کرتے ہوئے اللہ جل جلالہ نے بنی نوع انسان میں سے محض اپنے لطف وکرم اور نظر رحمت سے کچھ افراد کو منتخب کرلیا اوان کے سینوں کو اپنے پاک کلام سے سرفراز فرمادیا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے **ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا.**

پھر ہم نے کتاب قرآن کریم کا اپنے ان بندوں کو وارث بنایا جنہیں ہم نے منتخب فرمالیا۔

وہ خوش قسمت افراد جن کے سینوں میں قرآن کریم محفوظ ہو گیا وہ سعادت مند انسان جنہیں اللہ نے اپنے پاک کلام کی حفاظت کے لئے چن لیا حافظ قرآن کہلاتے ہیں۔ قرآن اپنے دروازے جس پر کھول دے وہی علم وحکمت والا ہے۔

ارشاد ربانی ہے: **بل هوا آیات بینات فی صدور الذین اوتو العلم (القرآن)**

بلکہ وہ واضح آیات ہیں اہل علم کے سینوں میں وہ فرزند آدم بڑا معزز ومکرم ہے جسے اللہ وحدہ لا شریک کی نظر رحمت اپنے کلام کے لئے مخصوص فرمالیتی ہے۔ آیئے اس ناپائیدار زندگی میں

پائیدار چیز کو حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اس حیات مستعار کے چند دنوں میں جن کا بھروسہ بھی نہیں اس ابدی سعادت کو حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کریں ہوسکتا ہے اس ذات رحمٰن و رحیم کی بے پناہ رحمتوں کا ایک چھینٹا ادھر بھی آ جائے اور ازلی سعادت مندوں میں اپنا نام بھی لکھا جائے اگر اپنے لئے حفظ قرآن اب ممکن نہ ہو تو آیئے اپنی اولاد کو اس جانب لگائیں تا کہ ان کے حفظ قرآن کی برکت سے قیامت کے روز آپ کے سروں کو عزت و سرفرازی کے تاج سے مزین کر دیا جائے۔ اگر اولاد کے لئے بھی ممکن نہ رہا ہو تو اولاد کی اولاد یا کسی عزیز رشتہ دار یا اپنے کسی دوست کی اولاد کو اس سعادت عظمیٰ کے حصول کی ترغیب دیجئے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الدال علی الخیر کفا علہ ۔نیکی کی ترغیب دینے والے کو اتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا نیکی کرنے والے کو ملتا ہے۔

آئندہ صفحات میں حفظ قرآن کی فضیلت احادیث مقدسہ کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

عن انس بن مالک قال' قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ان للہ اھلین من الناس قالو ا یا رسول اللہ من ھم قال اھل القرآن اھل اللہ و صہ

(سنن ابن ماجہ حدیث 215)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بنی نوع انسان میں کچھ اللہ والے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ اہل قرآن ہیں۔ اہل قرآن ہی اہل اللہ اور اس کے خاص آدمی ہیں۔ انسان کی ملکیت میں ایک محل ہو جو کئی کمروں پر مشتمل ہو ان میں سے ایک کمرہ اس نے اپنے آرام کے لئے مخصوص کیا ہو تو اس انسان کو اپنے اس کمرہ سے ایک خاص انس ہوگا۔ حالانکہ مالک وہ سب کمروں کا ہے۔ مخلوق تو سب اللہ کی ہے اور وہ ہر ایک کا خالق و مالک ہے لیکن جس کے سینے میں اس کا اپنا کلام ہوگا اور جو زبان اس کے قرآن سے تر و تازہ رہتی ہو اللہ جل

جلالہ کوایسا آدمی بہت محبوب ہے اور وہ اس کے مقربین سے ہے۔ ہر سلیم الطبع انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اللہ والا بن جائے۔ آیئے اس خواہش کی تکمیل کے لئے قرآن کریم سے محبت کریں اور اسے حفظ کرنے کی کوشش کریں۔

حملة القرآن هم المعلون كلام الله والمتلبسون بنور الله من والاهم فقد والى الله و من عاد اهم فقد عادى الله (کنزالعمال صفحہ 523)

قرآن کے حافظ ہی کلام الٰہی کی تعلیم دینے والے ہیں اور اللہ کے نور سے معمور ہیں جس نے ان سے دوستی کی اس نے یقیناً اللہ سے دوستی کی اور جس نے ان سے عداوت کی اس نے یقیناً اللہ سے عداوت کی۔

حملة القرآن هم المعفوفون برحمة الله الملبسون نور الله المعلمون كلام الله من عاد اهم فقد عادى الله ومن والا هم فقد والى الله بقول الله عزو جل يا حملة كتاب الله اسجيبو الله بتوقير كتابه يزدكم حبا ويحببكم الى خلقه (کنزالعمال)

قرآن کے حافظ ہی اللہ کی رحمت میں لپٹے ہوئے ہیں' اللہ کا نور زیب تن کئے ہوئے' اللہ کے کلام کا علم رکھنے والے ہیں جس نے ان سے دشمنی کی تو یقیناً اس نے اللہ سے دشمنی کو مول لیا اور جس نے ان سے دوستی کی اس نے اللہ سے دوستی کی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے اے اللہ کی کتاب کے حافظو اللہ کے احکامات مانو اس کی کتاب کی عزت کے سبب وہ تم سے اور محبت کرے گا اور تمہیں مخلوق میں محبوب بنادے گا۔

حافظ قرآن کے لئے یہ کتنا بڑا اعزاز اور شرف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس اسے معلم کتاب اللہ قرار دے رہی ہے۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن طلب علم کے لئے آنے والے ایک صحابی کو دیکھ کر ان الفاظ مبارکہ سے اپنی خوشی کا اظہار فرمایا۔

مرحبا بطالب العلم ان طالب العلم تحفه الملائكة باجنحتها (الترغیب والترہیب)

طالب علم کے لئے مرحبا اور خوش آمدید ہو طالب علم کے لئے فرشتے اپنے بازوؤں سے اس پر سائبان تان دیتے ہیں۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا

العالم والمتعلم شریکان فی الاجر (ابن ماجه)

عالم اور متعلم اجر میں دونوں شریک ہیں۔

اگر قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے والے پر فرشتے اپنے بازوؤں سے سایہ کر دیتے ہیں تو قرآن کے معلم پر یقیناً وہ سایہ کرتے ہوں گے۔

المتلبسون بنور الله

حفاظ کرام کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ نور الٰہی ان کا لباس ہوتا ہے ان کا تمام جسم اللہ جل جلالہ کے انوار میں ڈوبا ہوتا ہے۔ ان کے ہاتھوں میں ان کی زبان میں ان کے کانوں اور آنکھوں میں انوار الٰہی چمک رہے ہوتے ہیں جس کے تمام اعضاء انوار الٰہی سے بھرے ہوئے ہوں اس سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا وہ فرشتوں کی طرح پاک وصاف ہوتا ہے اس کے ہاتھ پاؤں اس کی زبان وکان ہمیشہ اطاعت خداوندی کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اے وہ سفید روح جسے حفظ قرآن کی دولت سے نوازا گیا ایسی کوئی حرکت ومعصیت نہ کرنا جس سے انوار الٰہی تجھ سے دور ہو جائیں بلکہ ہمیشہ اطاعت وفرمانبرداری کی چادر کے سایہ تلے رہنا تا کہ قرآن کریم کے بے پناہ انوار سے تجھے مزید نوازا جائے۔ انوار قرآن کریم کی برکت یہاں تک ہوتی ہے کہ اس حافظ کی دوستی اللہ کی دوستی قرار پاتی ہے اور اس سے دشمنی براہ راست اللہ سے دشمنی کے مترادف ہے۔ ایک اور حدیث پاک ملاحظہ فرمائیے

حملة القرآن اولیاء الله فمن عاد اهم فقد عادی الله و من والا هم فقد والی الله (مسند فردوس)

بس جس نے ان سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی اور جس نے ان سے دوستی کی اس نے اللہ سے دوستی کی۔

اللہ وحدہ لاشریک کس محبت سے حفاظ کرام سے مخاطب ہے اور فرماتا ہے اے اللہ کی کتاب کو سینوں میں محفوظ کرنے والو اللہ کے احکامات پر عمل پیرا ہو جاؤ اس نے تمہیں یہ عزت بخشی کہ اپنے کلام سے تمہیں سرفراز کر دیا۔ اب تم پر لازم ہے کہ صراط مستقیم پر گامزن رہو کیونکہ کتاب اللہ کی عزت وحرمت یہی تقاضا کرتی ہے نیکی کے راستہ پر چلنے سے اللہ تعالیٰ اپنی محبت بطور انعام

عطا فرماتا ہے جس سے اس کا خالق و مالک محبت کرے اس جیسا نیک بخت بھری کائنات میں کوئی نہیں۔ دوسرا انعام یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق بھی اس سے محبت و چاہت سے پیش آئے گی۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

یاحملة القرآن ان اهل السموت تذكرونكم عند الله فتجيبو الى الله بتوقير كتابه يزداد كم حين يحببكم الى عباده(كنز العمال)

اے قرآن کریم کے حافظو یقیناً آسمانوں والے اللہ کے پاس تمہارا ذکر کر رہے ہیں پھر اس کی کتاب کی عزت و حرمت کے سبب اللہ کے احکامات مانو تاکہ تمہیں مزید محبت والا بنا دے، اپنے بندوں میں تمہیں محبوب کر دے۔

اے قرآن کریم کو اپنے سینے میں جگہ دینے والے، تیرا ذکر خیر قدسی زبانوں سے اللہ کی بارگاہ میں ہوتا رہتا ہے یہ تیری شان قرآن کریم کے سبب سے ہے اس لئے اسی حرمت و عزت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ کے احکامات و اوامر پر عمل پیرا رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تجھے اسی دنیاوی زیب و زینت کا دھوکہ دے کر راہ حق سے بھلا دے۔

من جمع القرآن فان له عند الله عزو جل دعوة مستجبانه ان شاء عجلها له في الدنيا وان شاء اذ خرهاله في الآخرة(كنز العمال)

جس نے قرآن کریم حفظ کیا اللہ کے ہاں اس کی دعا مقبول ہے۔ اگر اللہ چاہے تو دنیا میں جلد ہی اس کا ثمر اسے عطا کر دے اور اگر چاہے تو آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ رکھ لے۔

کلام الٰہی کا یہ فیضان ہے کہ اسے حفظ کرنے والے خوش نصیب کی زبان میں یہ تاثیر ہوتی ہے کہ اللہ تعالی اس کی دعا کو رد نہیں کرتا بھلا وہ زبان جو کلام اللہ سے تر و تازہ رہے وہی زبان اگر اپنے پروردگار سے کچھ مانگے تو اللہ وحدہ لاشریک ضرور اس کی سنتا ہے اور عطا بھی فرماتا ہے۔

مسند فردوس میں یہ حدیث ان الفاظ سے بھی مروی ہے

لحامل القرآن دعوة مستجابة حافظ قرآن کی دعا مقبول ہے۔

بعض اوقات حافظ قرآن سوچتا ہے کہ دعا مانگتے مانگتے عرصہ گزر رہا ہے لیکن قبولیت کے آثار نظر نہیں آ رہے تو یاد رہے کہ درج بالا حدیث سے قبولیت کا یہ مفہوم ظاہر ہے کہ اللہ تعالی چاہے تو دنیا میں اس کی دعا کا ثمر عطا فرما دے اور اگر چاہے تو اسے آخرت میں اس کے اجر سے

سرفراز فرمادے۔

عن ابی هريره عن البنی صلی الله عليه و آله وسلم قال مااجتمع قوم فی بيت من بيوت الله يتلون كتاب الله ويتدار سونه بينهم الا نزلت عليهم السكينة وغشيتهم الرحمة وحفتهم الملائكة وذكرهم الله فيمن عنده (مسلم،ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بھی قوم کتاب اللہ کی تلاوت کرنے اور اس کتاب کی درس وتدریس کے لئے اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو جائے تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں جھرمٹ میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر خیر کرتا ہے ان قدسیوں میں جو اس کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔

جن مدارس یا مساجد میں حفظ قرآن کی تدریس کا انتظام ہے ان کے لئے اور اساتذہ و طلباء کے لئے اس حدیث پاک میں عظیم نوید ہے۔ اے کتاب الہی کی تلاوت اور اس کی درس وتدریس سے اللہ کے گھروں کو رونق بخشنے والو تم بڑے خوش نصیب ہو کہ رحمت حق تمہاری طرف جھوم جھوم کر آتی ہے سکینت تم پر سایہ فگن ہوتی ہے اور اللہ کی نوری مخلوق تم پر اپنے پروں کو پھیلا دیتی ہے اور سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک جو صمد بھی ہے اور غنی بھی وہ فرشتوں کی محفل میں تمہارا ذکر فرماتا ہے اور فاذکرونی اذکرکم کا وعدہ پورا فرماتا ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سکینت سے مراد وہ غیر مرئی مخلوق ہے جس کے نزول سے اطمینان وسکون نصیب ہوتا ہے اور ان کے ساتھ فرشتے بھی ہوتے ہیں۔

قال النووی المختار انها من المخلوقات فيه طمانينة ورحمة و معه الملائكة (مشكوة)

عن البراء قال كان رجل يقراء سورة الكهف والی جانبه حصان مربوط بشطنين فتغشه سحابة فجعلت تدنو و تدنو وجعل الفرس ينفر فلما اصبح اتی النبی صلی الله عليه و آله وسلم فذكر ذالک له فقال تلک السكينة نزلت بالقرآن (مشكوة)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی سورۃ

کہف پڑھ رہا تھا اس کے قریب ہی ایک گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا اتنے میں ایک بادل نے اس پر سایہ کر دیا اور وہ بادل قریب تر ہوتا گیا اور گھوڑے نے اچھلنا شروع کر دیا۔ بوقت صبح وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس سارے واقعہ کا ذکر کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔

یہ اللہ تعالی کی کتنی شان کریمی ہے کہ وہ تلاوت قرآن کریم کے وقت رحمت سے بھرپور سکینت کو نازل فرماتا ہے اور بعض نظر والوں کو بادل کی صورت میں دکھا بھی دیتا ہے۔ ایسے مناظر دیکھ کر قرآن کے قاری ایمان کی وہ دولت سینے میں سمیٹ لیتے ہیں بڑی سے بڑی تحریص بھی ان کو متزلزل نہیں کر سکتی۔

کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ جب رحمت الٰہی جوبن پر آتی ہے اللہ کی نوری مخلوق فرشتے بنفس نفیس مرئی صورت میں قرآن سننے کے لئے تشریف لے آتے ہیں اس سلسلہ میں صحیحین کی ایک روایت ملاحظہ ہو۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسید بن حضیر نے اپنے بارے میں یوں بیان فرمایا کہ وہ رات کے وقت سورۃ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے قریب بندھا ہوا تھا اچانک گھوڑے نے گھومنا شروع کر دیا۔ انہوں نے یہ دیکھ کر قرات کو موقوف کر دیا تو گھوڑا بھی اپنی جگہ ٹھہر گیا۔ انہوں نے دوبارہ پڑھا گھوڑا پھر گھومنے لگا پھر وہ نماز سے فارغ ہو گئے ان کا لڑکا یحیٰ گھوڑے کے قریب (سویا ہوا) تھا۔ انہیں اندیشہ ہوا کہ گھوڑے سے اسے تکلیف نہ پہنچی ہو جب انہوں نے اپنے لڑکے کو گھوڑے سے دور کیا اپنا چہرہ آسمان کی طرف کیا تو دیکھا ایک سائیبان میں قندیلیں روشن ہیں۔

صبح کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ تمام ماجرا عرض کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے حضیر کے بیٹے تم نے قرآن پڑھتے رہنا تھا' اے حضیر کے بیٹے تم نے قرآن کی تلاوت جاری رکھنی تھی۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا بیٹا گھوڑے کے قریب تھا میں ڈر گیا کہ کہیں گھوڑا میرے بیٹے کو روند نہ ڈالے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا **تلک الملائکة انت صوتک ولو قرات لا صبعت ینظر الناس الیھا(مشکوۃ' بخاری ومسلم)**

اے اسید وہ اللہ کی نوری مخلوق فرشتے تھے جو تیری تلاوت قرآن کی آواز سننے کے لئے آتے تھے

اگر تو تلاوت قرآن کو جاری رکھتا تو لوگ اپنی آنکھوں سے فرشتوں کا دیدار کر لیتے۔

عشق الٰہی سے سرشار مومن جب اللہ سے مناجات کا تصور کر کے قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو نوری مخلوق میں ایک ہلچل پیدا ہو جاتی ہے اور وہ فرشتے بحکم الٰہی اس قرآن کو سننے اور قاری کے دیدار کے لئے زمین کی طرف کوچ کر لیتے ہیں۔ حافظ قرآن جب قرآن کی تلاوت درد دل اور چشم نم سے کرتا ہے تو اللہ کی رحمتیں اس کی طرف جوق در جوق لپکتی ہیں کبھی وہ سکینیت کی صورت اختیار کرتی ہیں اور کبھی فرشتوں کے روپ میں ظاہر ہوتی ہیں۔

عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت' قال رسول الله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة والذى يقرا القرآن و يتتعبح فيه وهو عليه شاق له اجران(مشكوة)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ماہر حافظ قرآن عزت والے اور نیک فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور وہ آدمی جو قرآن پڑھے اور اس میں اٹک جائے اس کے لئے دوگنا اجر ہے۔

یہ حدیث پاک ان الفاظ سے بھی مروی ہے۔ **الذى يقراء القرآن وهو ماهربه مع السفرة الكرام البررة والذى يقراالقرآن هو عليه شديد له اجران(شرح السنة البغوى)** وہ فرزند آدم جو قرآن کی تلاوت کرے اور وہ حافظ ہو تو وہ معزز اور نیک فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور وہ تلاوت کرے اور تلاوت اس پر شدید ہو تو اسے دو چند اجر ملے گا۔

ماہر کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ علی القاری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

هوالكامل الحفظ الذى لايتوقف فى القراة ولا شق عليه

(المرقاة شرح ' مشكوة)

ماہر اس کامل حافظ کو کہتے ہیں جو اس روانی سے تلاوت کرتا ہو کہ دوران تلاوت نہ رکتا ہو اور نہ ہی اس پر دشوار ہو۔

یہی علامہ موصوف رحمۃ اللہ السفر ۃ کے ضمن میں لکھتے ہیں **المرادبها الملائكة الذين هم حملة اللوح المحفوظ(مرقاة)**

سفرۃ سے مراد فرشتے ہیں جو لوح محفوظ کے حافظ ہیں۔ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں السفرۃ ھم الملائکۃ لانھم ینزلون بوحی اللہ وما یعح بہ الصلاح بین الناس کالسفیر یصلح بین القوم(شرح السنتۃ للبغوی)

سفرہ سے مراد فرشتے ہیں کیونکہ یہ اللہ کی وحی اور وہ احکام جس سے لوگوں میں اصلاح ہو لے کر آتے ہیں جیسے سفیر قوم میں صلح کرواتا ہے۔ بات واضح ہوئی کہ حافظ قرآن فرشتوں کے ساتھ ہے وہ جہاں بھی جائے اللہ کے معزز فرشتے اس کے رفیق ہیں اور کسی بھی خطرے کے موقع پر اس کے ایمان وایقان کی حفاظت کرتے ہیں۔ ایک اور نظریہ ملاحظہ ہو

قال القاضی عیاض یحتمل ان یکون المراد بکنوہ مع الملائکۃ ان یکون لہ فی الاخرۃ منازل یکون فیھا رفیق اللملائکۃ (مرقاۃ)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ فرشتوں کی معیت سے مراد حافظ قرآن کے لئے آخرت میں ایسی منازل ہیں جہاں وہ ملائکہ کا رفیق وصدیق ہوگا۔ فرشتے گناہوں سے پاک ہیں اور فرشتوں کا ہم نشین بھی وہی ہوگا جو گناہوں سے پاک ہوگا۔ تو اس بات سے یہ واضح اشارہ ہے کہ حافظ قرآن قرآن کریم کی برکت سے دنیا سے رخصت ہوتے وقت گناہوں سے اس طرح پاک ہوگا جس طرح اللہ کی نوری مخلوق گناہوں سے پاک ہے۔ زیر نظر حدیث پاک میں اٹک کر پڑھنے والوں کیلئے دوگنا اجر کا ذکر ہے اس میں ان لوگوں کے لئے تسلی کا سامان ہے جو روانی سے نہیں پڑھ سکتے۔ پروردگار عالم جل جلالہ نے انہیں اپنی رحمت سے محروم نہیں فرمایا بلکہ دوگنے اجر کی نوید سنائی ہے اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ جو روانی سے پڑھتا ہے اس کا اجر اٹک کر پڑھنے والے سے کم ہے بلکہ روانی سے پڑھنے والا اجر میں اس سے کہیں زیادہ ہے۔

حضرت ملا علی قاری حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں

لیس معناہ الذین تیتعتع فیہ لہ من الاجر اکثر من الماھر بل الماھر افضل واکثر اجرا مع السفرۃ ولہ اجور کثیرۃ حیث اندرج فی سلک الملائکۃ المقربین (مرقاۃ)

اس کا یہ مفہوم نہیں کہ جو اٹک کر پڑھتا ہے اس کا اجر ماہر سے زیادہ بلکہ ماہر قرآن افضل ہے اور اجر میں بھی زیادہ ہے۔ اسے قدسیوں کی معیت نصیب ہے اور وہ بہت زیادہ

اجروں کا مستحق ہے اس طرح کہ وہ تو ملائکہ مقربین کی مقدس لڑی میں منسلک ہوگیا ہے۔انسان کو قرآن کریم سے محبت کرنی چاہیئے قطع نظر اس کے کہ وہ ماہر ہے یا اٹک کر پڑھنے والا ہے وہ ہر صورت میں اجر کا مستحق ہے اور اللہ کی رضا و خوشنودی کا سزاوار ہے۔

حامل القرآن حامل راية الاسلام ومن اكرمه فقد اكرم الله ومن اهانه عليه لعنة الله(كنز العمال)

حافظ قرآن اسلام کے جھنڈے کو اٹھانے والا ہے جس نے اس کی عزت کی تو یقیناً اس نے اللہ کی عزت کی اور جس نے اس کی اہانت کی تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

جھنڈا ہر آدمی کے ہاتھ میں نہیں دیا جاتا بلکہ جھنڈا سپہ سالار اور قائد کے ہاتھ میں ہوتا ہے قائد ہی پوری قوم کی جان اور روح ہوتا ہے اللہ وحدہ لاشریک نے حافظ قرآن کو اسلام کا جھنڈا بلند کرنے والا بنا دیا۔اے حافظ قرآن اللہ نے اسلام کا جھنڈا تیرے ہاتھ میں دے دیا ہے اسلام کے دشمن کی نظر تجھ پر ہے اب اسلام کی عزت و ناموس کا واسطہ کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جس سے دشمن اسلام اسلام پر انگشت نمائی کرسکیں بلکہ سیرت و کردار کا ایسا اعلیٰ نمونہ پیش کرنا کہ جو بھی تجھے دیکھتا جائے اسلام کا گرویدہ ہوتا جائے۔یہ عزت یہ شرف کسی کسی کو ملتا ہے کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حافظ قرآن کی عزت کو اللہ کی عزت قرار دے دیا اور حافظ قرآن کی طرف نظر اہانت سے دیکھنے والا اغضب و پھٹکار کا مستحق قرار دیا گیا۔رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں بھی ارشاد فرمایا۔**اكرموا حملة القرآن فمن اكرمهم فقد اكرمني(كنز العمال)** اے میرے امتیو قرآن کے حفاظ کی عزت کرو جس نے ان کی عزت کی اس نے یقیناً میری عزت کی۔حافظ قرآن کی عزت اللہ کی عزت ہے اور حافظ قرآن کی تکریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توقیر و تعظیم ہے اب حافظ قرآن پر لازم ہے کہ اس عزت و شرف کا احساس کرے اور اپنے ظاہر و باطن کو قرآن کریم کے انوار سے ہمیشہ مزین رکھے۔علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں:

حامل القرآن حامل راية الاسلام لا ينبغي ان يلهو مع من يلهو ولا يسهو مع من يسهو ولا يلغو مع من يلغو تعظيما لحق القرآن (التبيان النوری)

قرآن کا حافظ اسلام کا علمبردار ہے۔قرآن کی تعظیم کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے لئے

مناسب نہیں کہ کسی لہو ولعب میں مشغول آدمی کے ساتھ مل کر لہو ولعب میں یا غافل کے ساتھ مل کر غفلت میں یا لغو باتیں کرنے والے کے ساتھ مل کر لغویات میں مشغول ہو جائے۔

امام حاکم نیشاپوری کی روایت کردہ اس حدیث پاک کو بھی ملاحظہ فرمایئے

لا ینبغی لصاحب القرآن ان یجد مع من جد ولا یجهل مع من جهل و فی جوفه کلام (کنز العمال)

حافظ قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کسی الجھنے والے سے الجھے اور نہ کسی نادان کے ساتھ نادانی کرے کیونکہ اس کے پیٹ میں اللہ کا کلام ہے۔

دین کے طلباء کی قدر کرو:

اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا

عن ابی سعید الخدری قال' قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ان الناس لکم تبیع وان رجالا تاتونکم من اقطار الارض یتفقهون فی الدین فاذا القوکم فاستوموا بهم خیرا (مشکوۃ' ترمذی')

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بے شک تم لوگوں کی پیروی کرنے والوں میں سے یقیناً کچھ لوگ زمین کے اطراف سے تمہارے پاس علم دین حاصل کرنے کے لئے آئیں گے تو جب وہ لوگ تمہارے پاس آئیں تو ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی میں آپ کو وصیت کرتا ہوں لہٰذا تم میری وصیت پوری کرو۔

اس حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ اے صحابہ وہ دن آنے والا ہے کہ روئے زمین کے اطراف سے لوگ علم دین کی طلب میں دور دور سے تمہارے پاس آئیں گے تاکہ وہ علوم اسلامیہ حاصل کر کے اپنے اپنے وطن میں اور زمین کے دوسرے حصوں میں جا کر دین حق کی تبلیغ کریں اور لوگوں کو راہ راست پر چلنے کی ہدایت دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں ان دین کے طالبعلموں کے ساتھ اچھا سلوک اور نیک برتاؤ اور شفقت کرنے کی وصیت کرتا ہوں میرے امتیو پر لازم ہے کہ میری اس وصیت پر عمل کریں ان طالبعلموں کی ہر قسم کی خوشحالی کے لئے کوشش

کرتے رہیں۔اس حدیث پاک میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ اے صحابہ تمہارے پاس دنیا کے کونے کونے سے لوگ دین سیکھنے آئیں گے اور اس کے برعکس آج کل کے کچھ نہیں بلکہ بہت زیادہ ایسے مسلمان ہیں کہ جب مساجد میں نماز فجر کے بعد درس قرآن شروع ہوتا ہے تو کئی نمازیوں کو دنیا کے بہت کام یاد آ جاتے ہیں ادھر سے درس قرآن شروع ہوتا ہے ادھر سے کئی نمازی اٹھ کر جانا شرع ہو جاتے ہیں نہ جانے وہ دنیا کا کون سا کام ہے جو دین سے بھی ان کو پیارا لگتا ہے اور دین کے کام جو اللہ و رسول کے کام ہیں ان کی کوئی اہمیت نہیں ان کی نظروں میں ان کی کوئی وقعت نہیں۔ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ تم درس قرآن کے آغاز میں کیوں اٹھ کر چلے جاتے ہو جب سارا دن دنیا کمانے میں اور ساری رات سونے میں یا ڈش کیبل پر فلمیں ڈرامے دیکھنے میں گزار دیتے ہو تو چند گھڑیاں علم دین سیکھنے میں بھی قربان کر دیا کرو ایسی محفلوں کے بارے میں حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے تو آپ نے صحابہ کرام کی دو محفلیں دیکھیں۔ایک محفل میں ذکر خدا ہو رہا تھا اور دوسری محفل دینی مسائل سکھائے جا رہے تھے۔آپ نے فرمایا تم دونوں اچھا کام کر رہے ہو جو لوگ اللہ کی یاد میں مصروف ہو کر دعائیں مانگ رہے ہیں اللہ چاہے ان کی مرادیں پوری کرے یا نہ کرے لیکن جو لوگ دوسری محفل میں علم دین سیکھنے اور سکھانے میں مشغول ہیں وہ چونکہ جاہلوں کو دین کی باتیں سمجھا رہے ہیں لہذا یہ لوگ عبادت گزاروں سے افضل و اعلی ہیں۔یعنی ذکر کی محفل افضل ہے اور فکر کی محفل اس سے بھی افضل و اعلی ہے اور آپ نے فرمایا میں خود معلم بن کر بھیجا گیا ہوں یہ فرما کر آپ علم دین سیکھنے اور سکھانے والوں کی محفل میں جلوہ افروز ہو گئے۔سبحان اللہ کیسی شان ہے دینی مسائل کی محفلوں کی جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹھنا پسند فرمایا۔ہے اس لئے جو اللہ کا صرف ذکر کرتا ہے وہ صرف اپنی ذات کو جہنم سے بچاتا ہے اور جو دین کی فکر کرتا ہے وہ مسلمانوں کی جماعت کو جہنم سے بچاتا ہے۔

دین کی سمجھ:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

عن ابن عباس رضی الله تعالی عنه ' ان سول الله صلی الله علیه و آله

وسلم قال من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین (ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

اس حدیث پاک میں خیر سے مراد دین و دنیا کی بھلائیاں ہیں لہذا حدیث کا مطلب یہ ہوا جو آدمی آپ کو نظر آئے کہ وہ دین کا عالم ہو تو سمجھ لو یہ وہ خاص بندہ ہے جس کو اللہ تعالی نے دین و دنیا کی نعمتیں اور بھلائیاں عطا کرنے کا ارادہ فرما لیا ہے۔

علم نافع کا ثواب:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث پاک میں ارشاد فرمایا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ ' ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال اذا مات الانسان یقطع عنہ عملہ الا من ثلاث صدقۃ جاریۃ علم ینتفع بہ وولد صالح یدعو الہ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں مگر تین (عملوں کا ثواب اسے ملتا ہے) صدقہ جاریہ، نفع بخش علم اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔

اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ جب انسان زندہ رہتا ہے وہ نیک عمل کرتا ہے اس کو ثواب ملتا ہے جب تک نماز پڑھتا ہے اس کو ثواب ملتا ہے جب تک روزہ رکھتا ہے اس کو ثواب ملتا رہتا ہے جب تک سخاوت کرتا رہتا ہے اس کو ثواب ملتا رہتا ہے جب تک حج و عمرہ کرتا رہتا ہے اس کو ثواب ملتا رہتا ہے جب تک تلاوت کرتا رہتا ہے اس وقت تک اس کو ثواب ملتا رہتا ہے اور جب انسان مر جاتا ہے قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اب چونکہ وہ فرائض و واجبات اور شرعی احکامت کا مکلّف نہیں ہوتا اس لئے اب وہ اعمال صالح نہیں کرتا تو اس کو ثواب نہیں ملتا لیکن تین نیک اعمال ایسے ہیں بندہ دنیا سے چلا بھی جائے پھر بھی اس کو ثواب ملتا رہتا ہے۔

صدقہ جاریہ: صدقہ جاریہ سے مراد مسجد و مدرسہ کی تعمیر، مسافر خانہ کا وقف کرنا، کنواں کھدوانا، کتب خانے بنانا۔

نفع بخش علم:

نفع بخش علم سے مراد شاگردوں کو علم پڑھانا حافظ قرآن بنانا' عالم دین بنانا' امام بنانا' خطیب بنانا' مدرس تیار کرنا یا کوئی کتاب لکھنا' تفسیر قرآن لکھنا یا حدیث کی شرح لکھنا' دینی لٹریچر تحریر کرنا جس سے آنے والے مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی فائدہ ہو جائے اور

نیک اولاد:

نیک اولاد سے مراد یہ ہے کہ جب ماں باپ فوت ہو جاتے ہیں تو نیک اولاد والدین کیلئے دعائے بخشش کرتی ہے تو والدین جنت الفردوس میں پہنچ جاتے ہیں ان کی قبریں جنت کا باغ بن جاتی ہیں ایک حدیث پاک میں آتا ہے جو کوئی قرآن سیکھتا ہے اس کے بعد اس پر عمل کرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو ایسا تاج پہنائے گا جس کی روشنی آسمانی آفتاب سے بھی کئی درجے زیادہ ہوگی (مشکوٰۃ) اس لئے جس قدر ہو سکے اپنی اولاد کو تعلیمات قرآن کے زیور سے مزین و آراستہ کرنا چاہئیے۔

طالبعلم کی اہمیت:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث پاک میں ارشاد فرمایا

عن انس قال' قال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم طلب العلم فريضة على كل مسلم (ابن ماجه)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں علم سے مراد وہ مذہبی علم ہے جس کا حاصل کرنا بندہ کے لئے ضروری ہے جیسے خدا تعالیٰ کی معرفت اس کے رسول کی نبوت کی شناخت اور ضروری مسائل کے ساتھ نماز پڑھنے کے طریقہ کو جاننا' ان چیزوں کا علم فرض عین ہے اور فتویٰ و اجتہاد کے رتبہ کو پہنچنا فرض کفایہ ہے یعنی اپنے مطلقہ شعبوں کا علم سیکھنا فرض عین ہے اور تبلیغ و تدریس کے لئے علم سیکھنا فرض کفایہ ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث میں علم سے مراد وہ علم ہے کہ جو مسلمانوں کو وقت پر ضروری ہے مثال کے طور پر جب اسلام میں داخل ہوا تو اس پر خدا تعالیٰ کی ذات وصفات کو پہچاننا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو جاننا واجب ہو گیا اور ہر اس چیز کا علم ضروری ہو گیا کہ جس کے بغیر ایمان صحیح نہیں اور جب نماز کا وقت آئے تو اس پر نماز کے احکام جاننا واجب ہو گیا اور جب ماہ رمضان آئے تو اس پر روزہ کے احکام کا سیکھنا ضروری ہو گیا اگر وہ صاحب نصاب ہو گیا تو اس پر زکوٰۃ کے مسائل سیکھنے واجب ہیں اور اگر صاحب استطاعت ہو گیا تو اس پر حج کے احکام ومسائل جاننا واجب ہیں۔ اگر وہ عورت کو عقد میں لایا تو حیض ونفاس وغیرہ جتنے مسائل کا تعلق مردوزن سے ہے ان کا جاننا واجب ہے۔

مجلس علماء کے ثمرات:

حضرت امام عبدالرحمان صفوری رحمۃ الہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

من زار عالما فکانما زارنی من صافح عالما فکانما صافحنی و من جالس عالما فکانما جالسنی و من جالسنی اجلسه الله یوم القیمة فی الجنة(نزهة المجالس)

فرمایا جس نے کسی عالم دین کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری زیارت کی اور جس کسی نے عالم دین کے ساتھ مصافحہ کیا گویا اس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا جس نے کسی عالم دین کی مجلس میں حاضری کی سعادت حاصل کی گویا وہ میری مجلس میں حاضر ہوا اور جو میری مجلس میں آ کر حاضر ہوا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت میں داخل فرمائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا: **اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قالو ما ریاضالجنة قال مجالس العلم(کشف الغمه)**

فرمایا جب تم جنت کے باغوں کے پاس سے گزرو تو کچھ کھا پی لیا کرو عرض کی جنت کے باغ کیا ہیں فرمایا علم دین سیکھنے سکھانے کی محفلیں۔

امام صفوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا: **اذا مر العالم او**

المتعلم علی قرية رفع الله العذاب عن مقبرتها اربعين يوما (نزہۃ المجالس)

فرمایا جب کوئی عالم دین یا طالب علم کسی بستی پر سے گزرے تو اللہ تعالی اس بستی کے قبرستان سے چالیس دن کے لئے عذاب اٹھا دیتا ہے

حضور علیہ السلام نے فرمایا:ان الله و ملائكته و اهل السموت والارض حتى النملة فی حجر ها و الحوت يصلون على معلم الناس الخير (مشكوة)

فرمایا بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اور عرش وفرش والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی دریا میں دعائے خیر کرتے ہیں نیکی کی تعلیم دینے والے (علمائے دین) کے لئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

من جاء ه الموت وهو يطلب ليحی به الاسلام فبينه و بين النبين درجة واحدة فی الجنة (مشكوة)

جس آدمی کو علم حاصل کرتے کرتے موت آ جائے اور علم حاصل اس لئے کر رہا تھا کہ اسلام کو زندہ کرے گا وہ اس دوران فوت ہو گیا پس اس کے اور انبیاء کے درمیان جنت میں ایک درجے کا فرق ہوگا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:هل تدرون من اجود جودا کیا تم جانتے ہو کہ بڑا سخی کون ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

قال الله تعالى اجود جودا ثم انا اجود بنی ادم و اجود من بعدی رجل علم علماً فنشره (مشكوة)

فرمایا اللہ تعالی سب سے بڑا سخی ہے اور پھر اولاد آدم میں 'میں سب سے بڑا سخی میں ہوں اور میرے بعد وہ بڑا سخی ہے جس نے علم دین حاصل کیا اور پھیلایا۔

علم کی عظمت وشان:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

''علم حاصل کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے علم کی تعلیم خشیت ہے' علم کا حاصل کرنا عبادت خدا ہے''۔

علم کا مزاکرہ اللہ کی تسبیح ہے' علم کے بارے میں بحث کرنا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے' بے علموں کو علم سیکھانا اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ حقداروں میں علم خرچ کرنا قرب الٰہی کا سبب ہے۔ علم حلال وحرام کا نشان ہے' علم جنت کے راستوں پر روشنی کا ستون ہے' علم تنہائی میں مونس ہے' علم پردیس میں رفیق ہے' علم خلوت میں ندیم ہے' علم راحت ومصیبت کا بتانے والا ہے' علم دشمن کے مقابلہ میں ہتھیار ہے' علم دوستوں میں زینت ہے' علم کے ذریعے خدا بعضوں کو اُٹھاتا ہے اور نیکیوں کے میدان میں ایسا پیشوا بنا دیتا ہے کہ لوگ اس کی پیروی کریں۔ ایسے لوگوں کی سیرت کو نمونہ بناتا ہے۔ ان کے قول وفعل پر عمل کیا جاتا ہے' فرشتے ان کی خدمت پر راغب ہوتے ہیں' فرشتے اپنے پروں سے ان کو چھوتے ہیں' ان کی مغفرت کیلئے ہر چیز دعا مانگتی ہے' جہالت کے مقابلے میں علم والوں کیلئے زندگی ہے' تاریکی میں آنکھوں کیلئے روشنی ہے' علم ہی کے ذریعے بندے دنیا اور آخرت میں نیکیوں کا مرتبے حاصل کرتے ہیں اور بلند درجے پاتے ہیں۔ علم میں غور وفکر کرنا روزے کے برابر ہے اور علم میں مقبولیت راتوں کو جاگ کر عبادت کرنے کے برابر ہے۔ علم ہی سے رشتے جڑتے ہیں' علم ہی سے حلال اور حرام کی شناخت ہوتی ہے' علم عمل کا رہنما ہے اور عمل علم کے پیچھے پیچھے ہوتا ہے' نصیب والوں ہی کو علم کی توفیق میسر آتی ہے اور بد بخت اس سے محروم رہتے ہیں۔ تمام عبادتوں کا اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اُس کا قرب حاصل کرنا ہے اور اُس کے لئے مختلف لوگ مختلف طریقے استعمال کرتے ہیں اور ہر آدمی کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ سب سے اچھے اور سب سے آسان اور سب سے زیادہ مفید طریقے کو اختیار کیا جائے۔ آیئے آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ قرب الٰہی کا سب سے بڑا اور سب سے افضل ذریعہ کیا ہے۔

یقین جانئے یہ ذریعہ علم دین ہے۔ جس کے پاس جتنا دین کا علم ہے وہ اُتنا ہی اللہ تعالیٰ کے قریب ہے۔ چنانچہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کا مقولہ ہے کہ علم سے بہتر قرب الٰہی کا کوئی راستہ نہیں اور آج سے زیادہ طلب علم کبھی افضل نہ تھی۔ مشہور محدث عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک عرب سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے قوم عرب علم حاصل کرو' ورنہ مجھے ڈر ہے کہ علم تم سے نکل کر غیروں میں چلا

جائے گا اور تم ذلیل ہو کر رہ جاؤ گے۔ علم حاصل کرو کیونکہ علم دنیا میں بھی عزت ہے اور آخرت میں بھی عزت ہے۔ (حلیۃ الاولیاء)

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال:

ملک عراق کے شہر بصرہ کا بازار ہے' حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کے شاگرد رشید حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں کیوں کہ آپ کسی جگہ مناظرہ کے لئے جا رہے تھے راستے میں بصرہ کا بازار آ گیا آپ کے بازار میں آنے سے پہلے بازار والوں کو علم ہو گیا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور مرید تشریف لا رہے ہیں مسلمان دوکانداروں نے اپنی اپنی دوکانوں کو بند کر دیا اور اپنے امام صاحب کا استقبال کرنے کے لئے ایک طرف کھڑے ہو گئے یہودی اور عیسائی دوکانداروں نے پوچھا آج کیا ہے کہ تم دوکانوں کو بند کر کے باہر کھڑے ہو گئے ہو مسلمان دوکانداروں نے کہا آج ہمارے امام ہمارے پیشوا راہنما ہمارے بزرگ ہمارے استاد پیر و مرشد تشریف لا رہے ہیں ہم ان کا استقبال کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں۔ یہودی اور عیسائی بھی دوکانوں کو بند کر کے کھڑے ہو گئے مسلمانوں نے پوچھا تم کیوں کھڑے ہو تو یہودیوں اور عیسائیوں نے جواب دیا ہم بھی تمہارے امام کو دیکھیں گے اور کچھ سوالات کریں گے اور ہمارے سوالوں کے امام صاحب نے اگر ٹھیک جواب دے دیئے تو ہم تمہارے نبی کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں گے اگر جوابات صحیح نہ ملے تو ہم یہودی اور عیسائی رہیں گے چنانچہ جب حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے بازار میں داخل ہوئے تو مسلمانوں نے آگے بڑھ کر بڑے پیار کے ساتھ بڑی محبت اور عقیدت اور الفت کے ساتھ اپنے امام صاحب کا استقبال کیا کسی نے ہاتھ چومے کسی نے جھک کر سلام کیا کسی نے نذرانہ اور ہدیہ اور تحفہ پیش کیا اور بڑی عقیدت کا اظہار کیا اور یہودیوں اور عیسائیوں نے جب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا دیدار کیا آپ کی نیچی نظریں دیکھیں' آپ کا چہرہ دیکھا چہرے پر داڑھی شریف کا سہرہ دیکھا' سر پہ عمامہ دیکھا' جسم پر سنت مصطفی کا جامہ دیکھا' سر سے پاؤں تک سنت مصطفیٰ کی مکمل تصویر دیکھی آپ کی دستار دیکھی آپ کا لباس دیکھا اور آپ کا کردار دیکھا آپ کا حلیہ دیکھا تو ہزاروں کی تعداد میں یہودیوں اور عیسائیوں نے کلمہ شہادت پڑھا اور محمد مصطفی صلی

اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام بن گئے جب حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بازار سے گزر گئے تو مسلمانوں نے دیکھا یہودیوں اور عیسائیوں کی زبان پر کلمہ شہادت جاری ہے تو مسلمانوں نے پوچھا تم نے تو کہا تھا کہ ہم امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ سوالات کریں گے اگر جوابات ٹھیک ملے تو پھر مسلمان ہو جائیں گے بتاؤ تم نے کوئی سوال کیا ہے ہمارے امام صاحب سے؟۔ تو انہوں نے کہا نہیں ہم کوئی سوال نہیں کر سکے' مسلمانوں نے کہا تم سوال و جواب کے بغیر ہی مسلمان کیسے ہو گئے ہو تو یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا کہ جب ہم نے آپ کے امام صاحب کا دیدار کیا تو ایسا لگا کہ ہم نے اپنے مذہب میں اس شان کا مالک نہیں دیکھا ہم نے اپنے دل سے یہ فیصلہ کر لیا کہ جب مسلمانوں کا چھوٹا محمد رحمۃ اللہ علیہ اتنی شان اور عظمت والا ہے تو مسلمانوں کا بڑا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کتنی شان اور عظمت والا ہوگا۔ (عامہ کتب)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ صاحبہ کا حکم:

حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی غوث صمدانی مرشد حقانی قیوم زمانی قندیل نورانی شہباز لا مکانی شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیلان میں ایک اعلان سنا کہ فلاں تاریخ کو ایک قافلہ حج وزیارت کیلئے حرمین شریفین جا رہا ہے جس نے حج وزیارت کے لئے جانا ہو وہ فلاں تاریخ کو فلاح مقام پر آ جائے۔ یہ اعلان سن کر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ اماں جان مجھے بھی حج وزیارت کے لئے اجازت دیں۔ تو والدہ محترمہ نے فرمایا بیٹا عبدالقادر اللہ تعالیٰ آپ کو حاضری حرمین شریفین کے بہت مواقع عطا فرمائے گا لیکن ابھی آپ کی عمر علوم دینیہ حاصل کرنے کی ہے والدہ محترمہ کے حکم پر آپ نے عمل کیا حج وزیارت کے لئے قافلہ مقررہ تاریخ کو روانہ ہو گیا لیکن دل میں یہ ارمان تھے کہ کاش والدہ صاحبہ سے مجھے بھی اجازت مل جاتی۔ آپ اپنے گھر کی چھت پر تشریف لے گئے اور جاتے ہوئے قافلے کو دیکھنا شروع کر دیا اور جب ظاہری طور پر قافلہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو آپ بے ہوش ہو کر لیٹ گئے اور اسی عالم میں آپ کی آنکھ لگ گئی تو خواب میں دیکھا میں مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے قریب کسی مکان کی چھت پر کھڑا ہو کر بیت اللہ شریف کا دیدار کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ماں کے علم دین حاصل

کرنے والے حکم پر عمل کرنے کی برکت سے گھر بیٹھے ہی بیت اللہ شریف کا نظارہ عطا فرما دیا اسی طرح ایک دن آپ باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک بیمار اور زخمی گائے تکلیف کے ساتھ جا رہی ہے محلے کے کچھ بچے اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور اس گائے کو مزید پریشان کر رہے ہیں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ بھی ان بچوں کے ساتھ چلے پڑے اس گائے نے مڑ کر دیکھا تو غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں اس گائے نے عرض کی اے عبدالقادر جیلانی ان بچوں کا معاملہ کچھ اور ہے اور آپ کا مقام و مرتبہ کچھ اور ہے آپ ان بچوں سے دور رہیں اور اس کے علاوہ جب آپ اکیلے ہوتے تھے تو آپ کو غیب سے یہ آواز آتی تھی الی یا مبارک. اے برکت والے میرے طرف آ جا۔ یہ غیبی آواز اور گائے کی بات حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں عرض کر دی۔ تو والدہ محترمہ نے جب غیبی اور باطنی نظر سے دیکھا تو والدہ محترمہ نے فرمایا بیٹا عبدالقادر اللہ تعالی نے جس مقام ولایت پر آپ کو سرفراز فرمانا ہے اس کے لئے علوم باطنی کے ساتھ علوم ظاہری کو حاصل کرنا بہت ہی ضروری ہے اپنی والدہ محترمہ کی تاکید پر جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ علم دین حاصل کرنے کے لئے تیار ہو گئے والدہ صاحبہ نے آپ کے کرتے کی بغل میں چالیس اشرفیاں سلائی کر دیں اور نصیحت فرمائی کہ بیٹا جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ آپ نے عرض کی میں آپ کے حکم پر عمل کروں گا ایک قافلہ بغداد شریف کی طرف جانے والا تھا آپ اس قافلے کے ساتھ چل پڑے جب کچھ منزلیں طے ہو گئیں تو راستے میں ڈاکو آ گئے انہوں نے سارا قافلہ لوٹ لیا۔ ڈاکو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس بھی آئے اور کہنے لگے اے بچے تمہارے پاس کچھ ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں۔ انہوں نے آپ کی تلاشی لی تو واقعی آپ کی بغل میں سے چالیس اشرفیاں نکلیں۔ ڈاکو حیران ہو کر بولے تو نے سچ کیوں بولا ہے آپ نے فرمایا میں نے اپنی ماں سے وعدہ کیا ہے کہ جھوٹ کبھی نہیں بولوں گا ہمیشہ سچ ہی بولوں گا۔ آپ کی یہ بات سن کر ان کی تقدیر بدل گئی سارے قافلے کا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا اور غوث پاک کے قدموں میں گر گئے اور توبہ کی۔ آپ نے ان کے لئے ہدایت کی دعا کی تو اللہ تعالی نے ان کی توبہ قبول فرما لی۔ جب آپ کے قدموں سے وہ ڈاکو پکی توبہ کر کے اٹھے تو اللہ نے ان کو آپ کے قدموں کی برکت سے زمانے کا ولی بنا دیا تھا۔ (عامہ کتب)

اولاد کی تعلیم پر خرچ کرنا:

حضرت عبدالرحمان فروخ رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر بزرگ اور دولت مند مجاہد ہوئے ہیں۔انہوں نے ایک دن اپنی بیوی سے فرمایا یہ تیس ہزار اشرفیوں کی تھیلی ہے اسے لے لو اور میں جہاد کے لئے جارہا ہوں۔بیوی نے حکم کی تعمیل کی حضرت عبدالرحمان فروخ رحمۃ اللہ جہاد کے لئے چلے گئے چند ماہ بعد اللہ تعالی نے ان کی بیوی کو ایک بچہ عطا فرمایا جس کا نام حضرت شیخ ربعیہ رکھا گیا۔ادھر اتفاقاً جنگوں کا سلسلہ طویل سے طویل ہوتا گیا یہاں تک کہ ستائیس سال تک اپنے گھر میں آنے کی مہلت نہ ملی۔ستائیس سال بعد حضرت عبدالرحمان فروخ رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے وطن واپس تشریف لائے تو اپنی بیوی کو جہاد کے سفروں کی داستان سنائی اور ساتھ ہی اپنی بیوی کو تیس ہزار اشرفیوں کے بارے میں پوچھا تو اس نیک خاتون نے عرض کیا وہ اشرفیاں محفوظ ہیں آپ سفر سے تھکے ہوئے آئے ہیں آرام فرمالیں انشاءاللہ صبح آپ کو ان کا حساب دے دوں گی۔مدینۃ المنورہ کا شہر ہے مسجد نبوی سے اذان فجر کی آواز آئی تو نیک بیوی نے اپنے خاوند حضرت عبدالرحمان فروخ رحمۃ الہ علیہ کو ادب کے ساتھ جگایا اور عرض کیا آپ اگر چہ تھکے ہوئے ہیں لیکن نماز بہت ضروری ہے۔آپ مسجد نبوی میں جائیں اور نماز فجر ادا کریں چنانچہ حضرت عبدالرحمان فروخ رحمۃ اللہ علیہ اٹھے مسجد نبوی میں نماز فجر ادا کی اور نماز فجر کے بعد ایک نوجوان اٹھا اور ممبر پر بیٹھ گیا مدینہ شریف کے بڑے بڑے نامور علماء کرام امام مالک' امام حسن بصری جیسے بزرگ ان کے حلقہ درس قرآن وحدیث میں شریک تھے۔مسجد نبوی علماء صوفیا اولیاء او اہل تقوی سے کچھا کھچ بھری ہوئی تھی حضرت عبدالرحمان فروخ بھی پچھلی صفوں میں بیٹھ کر دیکھ رہے تھے ایک نوجوان درس حدیث دے رہا ہے بڑے غور سے سنتے رہے درس جب ختم ہوا تو آپ نے لوگوں سے پوچھا وہ کون خوش نصیب ہے جس کا بیٹا اس جوانی کی عمر میں اتنے اعلی مرتبے پر فائز ہے ساتھ والوں نے بتایا کہ یہ عبدالرحمان فروخ کا بیٹا حضرت ربیعہ ہے لوگوں نے عبدالرحمان فروغ کو نہیں پہچانا تھا کیونکہ ستائیس سال بعد لوگوں نے انہیں دیکھا تھا۔اس وقت اللہ جانتا ہے عبدالرحمان فروخ کے دل کی کیفیت کیا ہوگی آپ خوشی خوشی گھر آئے اور بے ساختہ اپنی بیوی سے کہا میں نے اپنے بیٹے کو جس طرح درس قرآن میں ماہر پایا ہے آج تک اس شان کا

عالم فقیہہ نہیں دیکھا۔ پھر پوچھا بتاؤ وہ اشرفیاں کہاں ہیں۔ آپ کی بیوی نے عرض کی وہ تیس ہزار اشرفیاں اپنے بیٹے حضرت ربیعہ کی تعلیم و تربیت پر خرچ کر دی ہیں۔ جس پر حضرت عبدالرحمان فروخ نے کہا اے نیک بخت بیوی خدا کی قسم تو نے میرا مال ضائع نہیں کیا۔ (عامہ کتب)

طلبہ کی خدمت کا صلہ:

سلطان محمود غزنوی جو کہ سلطان سبکتگین کا بیٹا تھا۔ انہیں تین باتوں میں شک تھا۔ ایک تو اپنے باپ کے بارے شک تھا۔ دوسرا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے بارے شک تھا۔ تیسرا اس کو حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء کے بارے شک تھا۔ وقت گزرتا گیا ایک دن وہ رات کے وقت کسی سفر میں جا رہا تھا اس نے دیکھا کہ کچھ طلباء مسجد میں علوم دینیہ پڑھ رہے ہیں لیکن رات کی تاریکی ہے ایک طالبعلم سبق یاد نہ ہونے کی وجہ سے اٹھا اور ایک بیل گاڑی کے ساتھ چل پڑا۔ اس بیل گاڑی کے ساتھ چراغ لٹک رہا تھا جس کے روشنی سے بیل گاڑی والے کو راستہ نظر آتا ہے اس طالبعلم نے ساتھ چل کر چراغ کی روشنی میں سبق یاد کر لیا اور واپس آ کر کلاس میں بیٹھا گیا۔ سلطان محمود نے دیکھا تو اس کے دل میں خیال آیا میں تو بادشاہ ہوں مجھے دین اور دنیا کی بہت سی سہولتیں میسر ہیں لیکن یہ طالبعلم دین کا علم حاصل کرنے میں کتنی دشواریاں برداشت کر رہا ہے اس کے دل میں رحم آیا تو ساتھ ہی ایک دوکاندار کی دوکان پر گیا اور ایک چراغ خریدا اور اس طالبعلم کو دے دیا اس طالبعلم نے دعائیں دیں۔ سلطان محمود غزنوی جب رات کو اپنے بستر پر لیٹا آنکھ لگ گئی تو دل کی آنکھ کھل گئی خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار ہوا آپ نے فرمایا اے سلطان محمود اے سبکتگین کے بیٹے تو نے میرے ایک وارث کو علم دین سیکھنے کے لئے چراغ پیش کر کے اپنے اوپر قیامت کے دن میری شفاعت کو واجب کر لیا ہے۔ یہ خواب کتنا مبارک ہے کہ دین کے طلباء کی خدمت کرنے سے کیا کیا خوش نصیبیاں ملتی ہیں۔ سلطان محمود نے ایک طالبعلم کو بطور خدمت چراغ دیا تو آپ کو جن تین باتوں کے بارے میں شک تھا وہ شک دور ہو گیا اور حضور علیہ السلام کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہو گیا جو کہ بہت بڑا اعزاز اور انعام ہے (تاریخ فرشتہ)

بوڑھی ماں کا حافظ قرآن بیٹا:

حضرت شیخ محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک معروف بزرگ ہوئے ہیں وہ فرماتے ہیں

جب میری عمر آٹھ سال کی ہوئی تو ایک دن میری والدہ محترمہ فرمانے لگیں اے میرے بیٹے آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے والد صاحب وفات پا چکے ہیں ان کو بہت شوق تھا کہ میرا بیٹا حافظ قرآن بنے۔ اے میرے بیٹے ایک قافلہ بغداد شریف جانے والا ہے اپنے باپ کی یہ خواہش پوری کرنے کے لئے تم اس کے ساتھ روانہ ہو جاؤ میں نے کہا اماں جی ہمارے گھر میں غریبی کا وقت ہے وہاں مدرسے میں کھانے کا انتظام نہ ہوا تو میں کیا کروں گا ماں فرمانے لگی آپ اس کی فکر نہ کریں میں تمارے لئے کچھ انتظام کر دیتی ہوں والدہ نے لوگوں کے گھروں میں جا کر برتن دھوئے کپڑے دھوئے مزدوری کے طور پر جو آٹا ملا اس کی روٹیاں پکا کر سوکھنے کے لئے رکھ دیں یہاں تک کہ دو سو روٹیاں ہو گئیں ایک دن تمام روٹیاں ایک بوری میں ڈال کر والدہ نے ان کے کندھے پر رکھ دیں اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگیں اے اللہ تیرے سہارے کے بعد ظاہری طور پر یہی ایک سہارا تھا جو میں تیری راہ میں قربان کر رہی ہوں اے خدا اس میرے بیٹے کا سفر آسان فرما اور اس کو باعمل حافظ قرآن بنا دے۔ شیخ محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حفظ القرآن کے لئے روانہ ہوئے تو ماں رونے لگی انہوں نے کہا اماں جان کیوں روتی ہو ماں بولی بیٹا یہ سوچ کر رونا آ گیا ہے کہ تمہاری واپسی تک نہ جانے میں زندہ رہوں گی یا نہیں۔ تین دن کے بعد میں بغداد شریف کے ایک مدرسے میں پہنچ گیا مدرسے کے استاد صاحب مجھے دیکھ کر فرمانے لگے بیٹا ہمارے پاس تو کھانے کا انتظام نہیں ہے تم یہاں کس طرح گزارہ کرو گے میں نے عرض کیا آپ اس کی فکر نہ کریں میری ماں نے انتظام کر کے مجھے یہاں بھیجا ہے جب مغرب کا وقت ہوتا میں بوری سے روٹی کا آدھا ٹکڑا نکالتا اور دریائے فرات کے کنارے پر جا بیٹھتا اور اس روٹی کے ٹکڑے کو پانی میں ڈبوتا اور جب وہ نرم ہو جاتا تو کھانا شروع کر دیا اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہتا یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے کھانے کو روٹی عطا فرمائی اور ساتھ سالن کے طور پر شوربا اتنا عطا فرمایا کہ میں قیامت تک بھی اگر زندہ رہوں تو وہ شوربا ختم نہیں ہو سکتا۔ وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ جب روٹیاں ختم ہو گئیں اس وقت حفظ القرآن بھی مکمل ہو گیا۔ استاد صاحب بڑے خوش ہوئے فرمایا بیٹا واپس جاؤ اور اپنی ماں کو خوشخبری سناؤ کہ میں نے حفظ القرآن مکمل کرنے کا شرف حاصل کر لیا ہے۔ میں استاد محترم کے حکم پر عمل کرتا ہوا خوشی خوشی گھر آ رہا تھا کہ میری ماں مجھ سے قرآن پاک سنے گی تو سجدہ شکر ادا کرے گی۔ میں جب گھر پہنچا تو دروازہ بند تھا دروازے کو

دستک دی تو کوئی جواب نہ آیا پھر دستک دی تو پھر کوئی جواب نہ آیا تیسری بار میں نے زور سے دروازہ کھٹکھایا تو پڑوس میں سے ایک بوڑھی مائی صاحبہ باہر آئیں مجھے دیکھتے ہی وہ رو پڑی وہ مائی صاحبہ بولی بیٹا میرے گھر میں آ جاؤ اور جب میں نے پوچھا میری اماں کدھر ہے مائی صاحبہ نے جواب دیا آج سے مجھے اماں کہہ لیا کرو وہ تیرے جانے کے بعد فوت ہوگئی تھی۔ یہ خبر مجھ پر بجلی بن کر گری میرا رونا نہیں ختم ہو رہا تھا۔ میں سیدھا اپنی ماں کی قبر پر گیا اور بے ساختہ میرے منہ سے نکلا یا اللہ ایک وقت وہ بھی تھا کہ جب ماں دعا کرتی تھی یا اللہ میرے بیٹے کو حافظ قرآن بنا دے۔ یہ دعا قبول ہوئی' آج میں دعا کرتا ہوں اس قرآن کے نور سے میری ماں کی قبر کو روشن فرما۔ رات کو خواب میں دیکھا میرے والدین فرما رہے ہیں شیخ محمد بغدادی تیرے حفظ القرآن کرنے کی برکت سے اللہ نے ہماری قبروں کو منور فرما دیا ہے۔

تحصیل علم کا شوق:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے ظاہر طور پر پردہ فرمانے کے وقت میں بچپن میں تھا۔ میں نے اپنے ایک ہم عمر انصاری لڑکے کو کہا کہ آؤ اصحاب رسول سے عمل حاصل کرلیں کیونکہ ابھی وہ بہت بڑی تعداد میں ہیں۔ انصاری لڑکے نے جواب دیا کہ اے عبداللہ ابن عباس تم بھی عجیب آدمی ہو۔ اتنے صحابیوں کے ہوتے ہوئے دوسرے لوگوں کو بھلا تمہاری کیا ضرورت ہے۔ اس لڑکے کی یہ بات سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا اور میں خود اکیلا علم حاصل کرنے لگ گیا' کئی بار ایسا ہوا کہ فلاں صحابی کے گھر فلاں حدیث ہے تو میں اس کے گھر چلا جاتا تھا۔ اگر وہ قیلولے میں ہوتے تو میں اپنی چادر کا تکیہ بنا کر دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا رہا اور گرم ہوا میرے چہرے کو جھلساتی رہتی تھی جب وہ صحابی خود باہر تشریف لاتے تھے تو مجھے اس حال میں وہ دیکھتے تو بہت متاثر ہو کر فرماتے تھے اے ہمارے آقا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز آپ کیا چاہتے ہیں تو میں کہا کرتا تھا میں نے سنا ہے آپ حضور علیہ السلام کی فلاں حدیث روایت کرتے ہیں' میں اس کی طلب میں حاضر ہوا ہوں۔ وہ صحابی آگے سے فرماتے تھے آپ نے کسی کو بھیج دینا تھا یا مجھے بلا لینا تھا' میں خود چل کر آ جاتا۔ تو میں جواب دیتا تھا نہیں بلکہ حدیث کا علم حاصل کرنے کیلئے مجھے ہی چل کر آنا چاہیئے تھا۔ اس کے بعد یہ ایسا ہوا کہ صحابہ کرام جب گزر گئے تو

وہی انصاری لڑکا دیکھتا تھا کہ لوگوں کو میری کس طرح اور کتنی ضرورت پڑتی ہے۔ وہ حسرف سے یہ کہتا تھا اے ابن عباس تم مجھ سے عقل مندی میں زیادہ ہو۔ (دارمی شریف)

جذبۂ حصول علم:

حضرت سعید بن میبّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں ایک حدیث کا علم سیکھنے کیلئے کئی کئی دن اور کئی کئی راتیں سفر کیا کرتا تھا"۔ (المدخل) امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "میں نے مسروق سے بڑھ کر کسی کو علم کیلئے سفر کرنے والا نہیں دیکھا"۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ مدینے شریف سے مصر کا سفر صرف اس لئے اختیار فرمایا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سنیں۔ چنانچہ یہ وہاں گئے اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے استقبال فرمایا تو آپ نے فرمایا "اے عقبہ میں ایک حدیث کیلئے آیا ہوں جس کے حضور علیہ السلام سے سننے والوں میں آپ کے سوا کوئی اب نہیں ہے"۔ حضرت عقبہ نے حدیث سنائی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا "جس نے کسی مومن کی پردہ پوشی کی' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا"۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ یہ حدیث سنتے ہی اپنے اونٹ کی طرف آئے اور سفر شروع فرمایا اور ایک لمحہ ٹھہرے سے بغیر واپس چلے گئے۔ (مسند امام احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "مجھے ایک حدیث کے بارے میں پتہ چلا کہ فلاں صحابی نے حضور علیہ السلام سے سنی ہے اسی وقت میں نے اونٹ خریدا اور صحابی کی تلاش شروع کر دی۔ ایک ماہ تلاش کرتا رہا پھر معلوم ہوا وہ صحابی ملک شام میں ہیں اور ان کا نام عبد اللہ بن انیس انصاری ہے میں ان کے پاس گیا اور دستک دی تو میں نے کہا جابر آپ کے دروازے پر کھڑا ہے۔ خادم نے کہا میرے مالک پوچھتے ہیں کیا آپ جابر بن عبد اللہ ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ سنتے ہی عبد اللہ بن انیس باہر آئے اور مجھ سے معانقہ فرمایا۔ میں نے کہا سنا ہے آپ کے پاس مظالم کے بارے میں ایک ایسی حدیث ہے جو میں نے حضور علیہ السلام سے نہیں سنی۔ (الآحاد والمثانی)

============

مآخذ و مراجع

قرآن مجید ۔ بخاری شریف ۔ ترمذی شریف ۔ ابوداوٗد شریف

ابن ماجہ شریف ۔ نسائی شریف ۔ مشکوٰۃ شریف ۔ دارمی شریف

مسند امام اعظم ۔ مسند امام احمد ۔ تفسیر روح البیان ۔ اسد الغابہ

تاریخ الخلفاء ۔ جامع مسانید والسنن ۔ الجامع الاحکام القرآن

المستدرک ۔ نزہۃ المجالس ۔ کشف الغمہ ۔ تاریخ فرشتہ

حلیۃ الاولیاء ۔ تفسیر نور العرفان ۔ الآحاد والمثانی ۔ جامع بیان العلم

التبیان النوری ۔ المرقاۃ ۔ شرح السنۃ البغوی ۔ مسند فردوس الدیلمی

الترغیب و والترہیب ۔ کنز العمال ۔ البدایہ والنہایہ

حیدری کلاتھ ہاؤس نزد جامع مسجد قمر الاسلام علی اصغر کالونی لوہیانوالہ گوجرانوالہ

محمد زاہد حیدری 0300-6462319

===========

مصنف کی دیگر تصانیف

اسلامی سال کا تعارف (طبع شدہ)

اسلامی سال کے بارہ مہینوں کے بابرکت شب وروز کا معلوماتی خزانہ صفحات ۲۴، ہدیہ ۱۶ روپے

فضائل علم وعلماء (طبع شدہ)

صفحات ۵۶، ہدیہ ۲۸ روپے

قرآن وحدیث کی روشنی میں علوم دینیہ سیکھنے اور سکھانے کے فضائل وبرکات کے بارے میں

تعریف خیر الوریٰ (طبع شدہ)

نئی اُردو اور پنجابی نعتوں کا مجموعہ، صفحات ۴۸، ہدیہ ۲۰ روپے۔

نعت خیر الوریٰ (طبع شدہ)

نئی اُردو نعتوں کا ذخیرہ صفحات ۴۸، ہدیہ ۲۰ روپے

اسلامی عقائد واعمال (زیر طبع)

قرآن وحدیث کی روشنی میں تقریباً ۱۵۰ اختلافی مسائل کا حل

احکام حقوق (زیر طبع)

قرآن وحدیث کی روشنی میں حقوق کی ادائیگی کا بیان

جشن خیر الوریٰ ازل سے ابد تک (زیر طبع)

قرآن وحدیث اور صدیوں پرانی کتب سے میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں

اسلامی نکاح اور آج کل کی شادیاں (زیر طبع)

قرآن وحدیث کی روشنی میں شادی بیاہ کا بیان

الداعی الی الخیر: انجمن خیر الوریٰ (رجسٹرڈ) فیض عالم ٹاؤن نزد ایجوکیشن بورڈ گوجرانوالہ
0300-7459901